جامعہ صدیقیہ سوجا شریف باڑمیر راجستھان کا
علمی وفکری ترجمان پہلا سالانہ میگزین
1438ھ/2017ء

بنام

مقالات صدیقیہ

حسب ارشاد:
قائد اہل سنت، بانی جامعہ حضرت علامہ الحاج پیر سید غلام حسین شاہ جیلانی دامت برکاتہم العالیہ ناظم اعلی ادارہ ہذا۔

ترتیب وتصحیح:
حضرت علامہ الحاج مفتی عبدالرحیم اکبری

منجانب
فارغین درجہ فضیلت جامعہ صدیقیہ سوجا شریف ضلع باڑمیر

ناشر:
مجلس صدیقی جامعہ صدیقیہ سوجا شریف

سلسلہ اشاعت: 3

نام کتاب : مقالات صدیقیہ

مقالات : طلبہ جماعت سابعہ

ترتیب وتصحیح : حضرت علامہ الحاج مفتی عبدالرحیم اکبری

کمپوزنگ : مولانا محمد رحیم صدیقی مدرس جامعہ صدیقیہ سوجا شریف

سٹنگ وکمپیوٹر : صدیقی کمپیوٹرز جامعہ صدیقیہ سوجا شریف

بیادگار:

امام العارفین قدوۃ الواصلین حضرت علامہ الشاہ ولی محمد الملقب بہ صدیقی اللہ المعروف بہ شاہ اعظم علیہ الرحمہ۔ ملا کا تیار شریف۔

بفیض روحانی:

قطب تھر ابو القائد حضرت پیر سید قطب عالم شاہ جیلانی عرف دادا میاں علیہ الرحمہ (سوجا شریف)۔

زیر سرپرستی:

قائد اہل سنت پیر طریقت، عارف حقیقت حضرت علامہ الحاج پیر سید غلام حسین شاہ جیلانی مدظلہ العالی بانی جامعہ صدیقیہ سوجا شریف۔

زیر نگرانی:

صاحبزادگان قائد اہل سنت و جملہ اساتذہ کرام ادارہ ہذا۔

شرف انتساب:

جملہ خانوادۂ عالیہ ملا کا تیار شریف

و

جملہ خانوادۂ عالیہ جیلانیہ لونی شریف وسوجا شریف

کے نام

جن کی نگاہ کرم کی اک جھلک سے جامعہ اکبریہ اور

جامعہ صدیقیہ کا قیام و بقا اور ان کی ترقیات ہیں۔

بانی جامعہ صدیقیہ سوجا شریف:

نام: (حضرت علامہ الحاج پیر) سید غلام حسین شاہ جیلانی مدظلہ العالی

ولدیت: حضرت پیر سید قطب عالم شاہ عرف دادا میاں علیہ الرحمہ مولد لونی شریف، مدفن سوجا شریف۔

سن ولادت: 1369ھ/ 1960ء درقریہ لونی شریف کچھ گجرات۔

تعلیم: پانچویں تک لونی شریف میں اور دینی تعلیم جامعہ اکبریہ لونی شریف میں اور ادیب کامل الہ باد بورڈ سے۔

بیعت وخلافت: امام الاولیا، قدوۃ الاصفیا غوث زماں، قطب دوراں، صاحب فیض اویسی ہمہ حضوری سیدی ومرشدی الشاہ محمد اسحاق نقشبندی مجددی عرف پاگار بادشاہ ٹلا کا تیاری علیہ الرحمہ (م: 1409ھ)

حالات وخدمات: تین سال کی عمر مبارک میں والد ماجد صاحب کا سایہ بظاہر سر سے اٹھ چکا تھا اور ان کی وصیت کے مطابق عم محترم حضرت پیر سید صالح محمد شاہ اور مربی معظم حضرت پیر سید محمود شاہ جیلانی بانی جامعہ اکبریہ لونی شریف نے آپ کی تعلیم وتربیت کا بیڑا اٹھایا اور جدہ کریمہ سیدہ بصرہ بی بی کی توجہات اور استاذ محترم علامہ الشاہ عبدالحق محدث اعظم راجستھان، فاضل مظہر اسلام بریلی، شاگرد حضرت علامہ سردار احمد صاحب، سابق شیخ الحدیث جامعہ اکبریہ لونی شریف کی شب وروز کی جدو جہد سے 1393ھ میں لونی شریف کے جامعہ سے فارغ التحصیل ہوئے،

اور 1409ھ تک مسلسل 16 سال تک مادر علمی میں جامعہ اکبریہ میں تدریسی خدمات دیتے رہے،

استاذ محترم ،ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا عبدالباقی صاحب اکبری کے بعد 1404ھ سے 1409ھ تک مسلسل چھ سال آپ جامعہ اکبریہ کی زمام صدارت سنبھالی ،اس کے بعد اپنے والد ماجد کے مزار شریف سے متصل اپنے قائم کردہ جامعہ صدیقیہ (1406ھ) کی خدمت اور تحریک صدیقی کے ماتحت چل رہی کارروائیوں کی آج تک انجام دے رہے ہیں۔ دام اللہ علینا الفیوض والبرکات

تعلیمی خدمات: دور طالب علمی میں اپنے استاذ کے زیر نگرانی مبتدی طلبہ کو پڑھاتے اور فراغت کے بعد جامعہ اکبریہ کی تدریسی خدمات ضرب المثل ہیں ،سولہ سالہ تدریسی خدمات آپ نے اپنی ماتحتی میں کام کر رہے مدرسین کے ذریعے دارالعلوم کے معیار تعلیم وتربیت کو خوب بلند فرمایا، اپنی صدارت کے دور میں تو صبح تہجد کے وقت دارالعلوم میں تشریف لاتے اور رات کے ایک بجے جب پورا مدرسہ سو جاتا آپ گھر تشریف لے جاتے ،اساتذہ وطلبہ آپ کے رعب ودبدبے کی وجہ سے پابندی کرنے پر مجبور رہتے ،اس دور میں دارالعلوم کا نظم ونسق لائق تقلید تھا ،دارالعلوم ہی فاضلین کو ٹھوس بنا کر ادارہ شریف کو ہر طرح سے مستقبل اور غیر محتاج بنانے کی انتھک کوششیں فرمائیں۔ اپنے مربی معظم بانی جامعہ اکبریہ اور استاذ محترم شیخ جامعہ کی دربار میں مشیر اعلی کی حیثیت کے حامل رہے، چنانچہ قاری دانش عالم ٹونکی کو رکھ کر قراءت میں اور کاتب سہیل اختر کو رکھ کر کتابت میں

اور طلبہ کو معقولات میں ماہر بنانے کو جامعہ نعیمیہ مرادآباد خود جا کر داخلہ دلا کر انھیں ہر فن اعلی بنانے میں آپ ہی کا مشورہ دراصل کارفرما تھا، چنانچہ اس دور میں بحمدہ تعالی ہر شعبے کے لیے ماہر استاذ خود دارالعلوم کے فارغ تیار ہو گئے جن سے ادارہ شریف تعلیمی میدان میں کسی دوسرے استاذ کا محتاج نہ رہا تھا۔

سوجا شریف میں اپنے والد ماجد کے مزار پاک کے پاس جامعہ صدیقیہ کی بنا رکھی اور لونی شریف سے بعض وجوہات کے بنا پر مستعفی ہو کر یہاں خدمت شروع کی اس وقت آپ نے نصاب تعلیم، نظم ونسق اور اساتذہ کے تقرر میں بے مثال نمونہ پیش فرمایا، پھر ان اساتذہ سے فائدہ لینے کے ساتھ خود بھی ایک دو سبق، بعض اوقات زیادہ اسباق خود رکھتے اور پڑھاتے رہے، جن طلبہ کو آپ نے لونی شریف میں یا سوجا شریف میں پڑھایا انھیں ہر میدان میں کامیاب کرنے کی مکمل کوشش فرمائی، چنانچہ حدیث پاک کے طالب پر سیرت کی کتاب کا مطالعہ کرنا اور متعلقہ فقہی ابواب کے لیے ایک فقہ کی کتاب مطالعہ میں رکھوانا اور نقل واملا اور خوش خط میں ناغہ نہ ہونے دینا، عبارت وترجمہ اور مفہوم طلبہ پر چھوڑنا، نحو وصرف کا ایک کتاب پہلے مطالعہ کروا کر ان قواعد کا دوبارہ اجرا کرانا پھر اس کے مطابق سبق کا پڑھانا، حدیث والے طلبہ کو تہجد واشراق اور عمامہ اور مسواک کا پابند بنانا، بلکہ راہ سلوک کے لیے ان کی فطرت کو اجاگر کرنا اور ذکر وفکر میں انھیں مشغول کرنا اور نیک لوگوں کی خدمت اور محبت کا سبق دینا، آپ کے ہمیشہ لازم کر رکھا ہے، اسباق اساتذہ میں اپنی نگرانی میں تقسیم کرنا

، جو جس فن کا ماہر ہو اسے اس فن کی کتاب دینا تا کہ طلبہ کی حق تلفی نہ ہو، پھر انھیں پڑھانے کا طریقہ بتاتے رہنا، صیغے لکھوانے، صرف پر زیادہ توجہ دینے کی تاکید کرنا شامل ہیں۔

ترمیری خدمات: لونی شریف کا دار العلوم پہلے اکبری مسجد میں 1968ء کو شروع ہوا، 1978ء تک دس سال مسجد میں چلتا رہا اس دوران میں 1973ء کو آپ کی فراغت ہوئی، اس کے پانچ سال بعد دار العلوم کی تعمیر نو کی بنیاد رکھی گئی، یہ دو منزلہ بلڈنگ چالیس کمروں پر مشتمل تعمیر ہوئی اس میں آپ اپنے مربی اور استاذ کے دوش بدوش رہے بلکہ کے اوپر کا طبقہ باقی رہ گیا اور حج پر جانا ہوا تو استاذ محترم سے مشورہ کر کے رشید بک ساتھ لی، جدہ کے کسی سیٹھ کے ذریعے یہ کام مکمل ہوا۔

سوجا شریف کا یہ دار العلوم 1986ء میں شروع کیا حالات نامساعد تھے، تعمیر کا کام نامکمل کی حد میں تھا، مگر بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے آپ نے جدوجہد برقرار رکھی تھی کہ دار العلوم میں پانچویں پھر آٹھویں، دسویں تک اسکول بھی ساتھ ہو گئی جس سے تعمیری راہ نکل آئی، اور تعمیری کام کا پرمیشن ملا اور یہ سلسلہ 1429ھ سے شروع ہوا اور پانچ سال میں درسگاہ، ہاسٹل، مسجد صدیقی اور مزار شریف عالیشان تعمیر ہو گئے۔ تھر نیٹر، بالوترا، بڑنوا، فلودی اور گجرات کے علاقوں میں بیسیوں مساجد کا کام ہوا اور کئی مدرسے تعمیر ہوئے، اور تاہنوز سنیت کے فروغ میں قدم برکاب ہیں۔

تبلیغی خدمات: عمر مبارک نو سال کی تھی اس وقت آپ کے مربی

اعظم حضرت پیر سید حاجی محمود شاہ جیلانی علیہ الرحمہ نے آپ کو چاچا عبدالسبحان کے ساتھ مریدین میں دورہ کے لئے بھیجے اس وقت آپ اولی عربیہ پڑھا کرتے تھے ایک یا دو ماہ کے لئے سفر کرتے اس وقت سے آج تک یہ دورہ تبلیغ جاری ہے ساتھ سفر کرنے والے بیان کرتے ہیں اور حضرت قبلہ سے بھی سنا کہ الحمدللہ اس دورہ میں دینی تبلیغی اور پند و نصائح اور سالکین کو تصوف کا سبق اور ذکر دینا ان کے مقامات میں ترقی کے لیے حلقہ شریف کرانا اور اپنی توجہات سے نوازنا مسلسل جاری رہا، بعض سفر آپ نے اپنے خاندان کے دیگر بزرگوں کے ساتھ فرمائے جن میں ان بزرگوں نے یہ معاملات آپ کو سپرد کیے اور فقرا کی توجہ آپ کی طرف مبزول کرائی پس اس علاقہ کے تمام ذاکرین، فقرا آپ کی طرف رجوع ہوئے اور سلوک کا سبق آپ سے لے کر کامیاب ہوئے۔ نماز با جماعت کے اور سنن موکدہ وغیر مؤکدہ بلکہ تہجد، اوابین، مراقبہ اور اوراد میں کبھی ناغہ نہ ہونے دیا اکثر وقت شروع کے دوروں میں ذکر و فکر میں گزرتا، اب چند سال سے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ ابتدا میں ایک گاؤں میں آٹھ روز قیام کرتے ان کی اصلاح فرماتے اور حلقے شریف ہوتے مگر دارالعلوم کی بیرونی خدمات جلسے جلوس اور مکاتب و مدارس کا سلسلہ جیسے جیسے وسیع ہوتا گیا ایسے مصروفیت بڑھتی گئی، آج سال میں تقریباً ہزار ایسے بڑے جلسے ہوتے ہیں جن میں آپ بنفس نفیس شرکت فرماتے اور اکثر میں صدارت و سرپرستی فرماتے ہیں اور مکاتب کی تعلیم و تربیت اور ان کی ترقی کے لیے جدوجہد کرنے میں سال گزرتا ہے گویا ایک مہینہ گزرا ہے اس بنا پر کئی گاؤں میں جہاں ایک مرتبہ بھی ناغہ ہو جاتا ہے البتہ وہاں جلسہ قائم

ہو جائے تو ضرور ضرور شرکت فرماتے تاکہ اس جانے میں دعوت یا محدود خدمت نہ ہو بلکہ وسیع اور دیرپا کام ہو سکے۔

راجستھان کے مغربی اضلاع میں مدارس کھولنے انھیں چلانے اور مجالس ومحافل قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لیے نیز مساجد کی تعمیر نو اور آباد کاری کے لیے آپ نے کئی کمیٹیاں قائم فرمائیں جن کے تحت اہل سنت کا عظیم کام منظم طور پر ہو رہا ہے، اور سیکڑوں قریہ جات سے بدعقیدگی کی باد مخالف کا رخ آپ کی تحریک نے آج بدل دیا ہے یہ سارے بیرونی خدمات ایک مرکزی تحریک کے تحت ہو رہے ہیں جس کا نام تحریک صدیقی ہے، بقیہ ساری تنظیمات اس کے تحت کام کرتی ہیں، ان تنظیمات اور مکاتب ومدارس کی سالانہ میٹنگز اور جلسے متعین ہیں جن میں تشریف لے جا کر وہاں کی تعمیری، تعلیمی اور تبلیغی خدمات کو ملاحظہ فرماتے اور اس کی اصلاح فرما کر اور ترقی کی راہ استوار فرمار تے المختصر اس معروف ترین ذات کو ایک انجمن کہنا بجا ہوگا جس کے شب وروز تبلیغ دین سے عبارت ہے سفر کی صعوبتیں اس ضعیف العمری میں برداشت کرنا اور اپنے راحت وآرام کو امت مسلمہ کے لیے قربان کرنا آپ کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے کبھی رات کے دو یا چار بجے واپس قیام گاہ پر پہنچتے ہیں، مگر دوسرے روز کے معمولات میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی، جامعہ میں اگر چہ ایک دن کے لیے دن یا ایک گھنٹہ کے لیے آجائیں تو تمام کارکنان اور ان کی کارکردگیوں کو ایک نظر سے بھانپ لیتے ہیں اور خامی کو فوراً اصلاح فرمادے تے ہیں، مدرسین، ماسٹر حضرات، باورچی اور دیگر ملازمین اور تعمیرات کے نگراں، مہمانوں کی

خدمت کرنے والے اور بیرونی خدمات کرنے والوں کو ایک ایک کو بلا کر مکمل پوچھ تاچھ اور ان کی اصلاح اور آگے کا فارمولا بتانے میں کبھی سستی نہیں ہوتی بلکہ دیگر خدام کو بھی یہی تاکید فرماتے ہیں کہ اپنے کاموں کا ایک فارمولہ بنالیں تاکہ ہر کام اپنے وقت پر ہو جائے اور کبھی قضا نہ ہو۔

جامعہ میں خانقاہی نظام بھی قائم ہے لوگ اپنی حاجتیں اور مرادیں لے کے حاضر ہوتے ہیں اور ان کی حاجت روائی ،مہمان نوازی ، خورد ونوش اور رہائش خاطر تواضع ،دلجوئی میں لاجواب نمونہ پیش فرماتے ہیں کہ آنے والا انسان زندگی بھر اسے یاد رکھتا ہے اور ایمانی لطف اٹھاتا ہے،عدم موجودگی بھی فون سے آنے والے کے مہمان نوازی تمام چیزوں کو تیار کر کے رکھتے ،خواہ مہمان سوجا شریف یا لونی شریف آئے دونوں جگہ کی خبر رکھنا اور اسے ہر قسم کی آسائش پہنچانا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔

درگاہ شریف اور ادارہ پاک میں ہوتے ہیں دو دس بجے سے دو بجے تک اور عصر سے رات کو گیارہ بجے کا وقت مہمانوں سے ملاقات اور ان کی حاجات سننے اور پوری کرنے میں صرف ہو جاتا ہے،وقت میں خدا نے وہ برکت رکھی ہے کہ کتنے ہی مہمان کیوں نہ آجائیں اس وقت میں ان سب کے کام ہو جاتے ہیں اور ہر ایک بامراد ہو کر اپنی راہ لیتا ہے،کبھی دوپہر کی دعوت کہیں ہوتی ہے اور مہمان زیادہ آگئے تو ان کے کام کرنے اور انھیں کھانا کھلانے میں کہیں ایک یا دو بج جاتی ہے اور اپنی دعوت کے لیے پھر روانہ ہوتے ہیں کبھی تو دن کا کھانا پانچ بجے نصیب ہوتا ہے اور رات کا کھانا سب اوقات دس یا گیارہ بجے میسر ہوتا ہے مگر نئے لوگوں میں دعوت ہوتی ہے جو

آپ کے مزاج اور مصروفیات سے نابلد ہوتے ہیں وہاں جلد پہنچ جاتے ہیں اور مہمانوں میں سے واقف اور باخبر ہوتے ہیں انھیں ایک دن مزید رکنے کا کم فرماتے ہیں اس قدر مصروف زندگی شریف کہ انسان حیرت میں پڑ جائے۔

یہ شعبہ نشر واشاعت کا قیام اور مجلس صدیقی کے تحت تحریری خدمات جن کی اسی سال سے ابتدا ہے یہ ذہن شریف میں میں پروگرام شروع سے تھا بار رہا سب کو فرمایا کرتے تھے کہ اسی موضوع پہ قلم اٹھاؤ، لکھو! کسی مقام پہ شخصیات پہ یا دینی خدمات کے تعارف لکھا ہوا کتاب یا رسالہ یا نمبر آتا فرماتے یہ کام لائق تقلید ہیں آپ حضرات کو ضرور اس میں قدم رکھنا چاہیے اس کوردہ علاقہ میں جہاں کسی قسم کی سہولت مہیّا نہیں تھی یقیناً یہ کام بظاہر محال نظر آتا تھا مگر آپ کی نگاہیں وہ کچھ دیکھ رہی تھیں، وہی آپ کی تمنائیں اور دعائیں اور توجہات کا صدقہ ہے کہ آج ناظرین مجموعہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

مولی تعالی ان کا سایہ تادیر اہل سنت پہ قائم اور دائم رکھے اور صحت کاملہ عاجلہ سے سرفراز فرمائے تاکہ سنیت کا یہ کام اور زیادہ نکھرا ہوا نظر آئے۔

ابتدائیہ:

اللہ رب العزت جل مجدہ نے قلم اور اس کی تحریر کی قسم ارشاد فرما کر ان کی شان وعظمت اور افادیت کو واضح اور روشن فرمادیا یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام نے ہر دور میں قلم کے ذریعے بھی خوب خوب مدد لی اور احکام اسلامیہ کی تبلیغ و اشاعت میں اسے اپنایا۔وحی انھیں کے اترتے وقت آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کاتبان وحی کو بلانا اور وحی کو ضبط تحریر میں لانا ،سیدنا عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ تعالی عنہم کو اپنی احادیث لکھتے رہنے کی تاکید کرنا اسی بنا پر تھا ،سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کو یہود کی زبان سیکھنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ قلیل مدت میں ماہر ہو گئے اور یہود کے خطوط پڑھتے نیز ان کو کچھ تحریر بھیجنا ہوتا تو حضرت زید سے یہ خدمت لی جاتی ،محدثین کرام نے قلم وقرطاس سے محبت رکھی جس کی بنا پر آج احادیث کریمہ کی دولت ہمارے پاس موجود ہے۔

یہ دولت اس میدان میں ایک مدت تک اہل سنت میں جلد محسوس کیا جاتا تھا مگر چند سالوں سے اس میں ایک بہار آئی ہے جس ادارہ کو دیکھو اس میدان کو سر کرنے اور کامیابی حاصل کرنے کی جد جہد میں مصروف ہے، راجستھان کے مغربی علاقہ کو جسے تھار یا تھر کہا جاتا ہے اس چیز کی شروع سے ضرورت رہی اور آج بھی ضرورت برقرار ہے کیونکہ ان علاقوں کے دینی ، دنیاوی ،اقتصادی ،سماجی احوال وکوارف باقاعدہ تحریر نہیں ہو سکے جس کی وجہ سے آج کے دور میں یہ علاقہ دوسروں سے ہر اعتبار سے کٹا ہوا ہے۔ورنہ حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہاں کی دینی خدمات بزرگان

دین کی دین کے لیے انتھک کوششیں ،فقرا و صالحین کی کرامات و کمالات ،علمائے کرام کے بد مذہبوں کے خلاف مناظرے اور خرافات کے خلاف تحریکات ہیں یہ علاقہ دگر علاقوں سے کچھ کم نہیں رہا مگر قلم و قرطاس سے دوری نے ان خدمات کو زمانے کے دبیز پردوں میں چھپا دیا۔اس کا احساس اس وقت ہوا جب خاندان لونی شریف پہ لکھے گئے کتاب کو تقریظات کے واسطے یوپی کے علما کے سامنے پیش کیا گیا تو بولے جامعہ صدیقیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے،تحریک صدیقی کو اور مزید معلومات فراہم کرنا اور ضبط تحریر میں لانا چاہیے۔یہ وہ علاقہ ہے جس کی خدمات سے دوسرے علاقے بالکل نابلد ہیں۔

پہلے اس امید پر تھے کہ کسی قلم کار سے یہ خدمت لی جائے مگر یہ بات ایک مقتدر شخصیت سے عرض کی تو فرمایا جناب یہ کام آپ لوگ خود کروگے تو ہوگا دوسرا آپ کے لیے کون وقت نکالے گا۔چنانچہ بارگاہ مرشد میں عرض کیا گیا فرمایا: مدرسین و طلبہ کو اس کی طرف توجہ دلائیں اور مختلف مضامین تیار کریں اس کام کے لیے دارالمطالعہ قائم کیا گیا،ایک منٹ کا پروگرام عمل میں آیا جس کو بزم سراج الامۃ نام دیا گیا جس میں طلبہ حاصل مطالعہ پیش کرتے اور ضبط تحریر میں لاتے رہے مگر منظم طور سے اس شعبہ کے لیے راہ نہ نکلی امسال خاندان لونی شریف پر لکھی گئی کتاب منظر عام آنے لگی اور شعبہ نشر و اشاعت بڑی قدرتی طور پر بزرگوں کے صدقے اساتذہ و طلبا میں اس چیز کا شوق بیدار ہوا مطالعہ اور محنت میں مصروف ہوئے اور اساتذہ نے کسی موضوع پر کتاب لکھنا یا سندھی زبان کی کتاب کا ترجمہ کرنا شروع

کیا تو طلبا بھی حرکت میں آئے پس ان کو چند موضوع دیئے گئے بحمدہ تعالی قلیل عرصہ میں درجہ فضیلت کے طلبا نے اپنے اپنے موضوع پر قرآن و حدیث پر مشتمل مقالے تیار کر لیے جن کو مرتب کر کے الانہ میگزین کے طور پر ،،مقالات صدیقیہ ،، کے نام سے امسال اسے بھی دگر جدید کتب کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ یقیناً یقیناً یہ مرشدان گرامی مرتبت کی توجہات اور حضور مربی معظم ،مرشد اعظم ،سیدی بانی جامعہ صدیقیہ مدظلہ العالی کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ یہ نہ ہونے والا کام ان ناتوانوں سے لیا جا رہا ہے۔ خاندان شریف کی توجہات تمام اکبری و صدیقی علما کے ساتھ بالخصوص اور ان علاقوں کے سنی علما کے ساتھ بالعموم ہے۔ مولی تعالی سب کو یہ حوصلہ عطا کرے اور اپنے محسنین کے احسانات کو ضبط تحریر میں لائیں تا کہ نسل نو ان کے اخلاص ، خدمت خلق ، امن شانتی کے پیغام ، رفاہ عام کے کارہائے نمایاں سے متاثر ہو کر اپنے دین اور اپنے ملک کے لیے لائق فخر بن سکیں۔

ے ہم پرورش لوح قلم کرتے رہیں گے

جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مفتی فہیم احمد ثقلینی

استاذ جامعۃ الثقلین ککرالہ بدایوں

خاندان لونی شریف کی علمی وروحانی خدمات:

برصغیر (ہندوستان) میں اسلام کی دعوت وتبلیغ اورنشرواشاعت میں سلاطین وامراء کا وہ کردار ہے نہیں جو بزرگانِ دین، صوفیائے کرام اور خانقاہوں کا کردار رہا ہے، ان نفوس قدسیہ نے اپنی شبانہ روز محنت ومشقت اوردعوت وتبلیغ سے کفر وضلالت، فسق وفجوراور بدعات وخرافات کی تیرگی دور کی اور اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعہ ایمان وایقان کے نور سے متحدہ ہندوستان کوبقعۂ نور بنادیا۔

پوری دنیامیں ہندوستان غالباً واحدایسا ملک ہے جہاں مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے انسان رہتے ہیں، بھانت بھانت کی بولیاں بولی جاتی ہیں، ہزاروں تہذیبیں اور طور طریقے موجود ہیں، کروڑوں معبودانِ باطلہ کی پوجا ہوتی ہے۔ ایسے غیر یقینی ماحول میں کروڑوں معبودانِ باطلہ کی تردیداورخدائے واحدلاشریک کااقرارواثبات جوئے شیرلانے سے کم نہ تھا۔لیکن وہ بندگان خدا جن کے دلوں میں ایک خدا کی عبادت اور رسول کی محبت کا جذبہ موجزن تھا۔ وہ کلمۂ توحید کا پرچم بلند کرنے سے کیوں کر باز آتے۔ انھوں نے کفر وضلالت کی تیرہ شبی میں حقانیت وصداقت کا آفتاب طلوع کر کے ہی دم لیا۔ پھر کیا تھا اسلام کی نورانی کرنوں سے رفتہ رفتہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ روشن ومنور ہوگیا۔

ان صوفیا، اولیا اور مشائخ عظام نے پورے برصغیر میں اشاعت اسلام اور دعوت وتبلیغ کا اہم فریضہ جس ذمہ داری سے انجام دیا، وہ ملت اسلامیہ کی تاریخ کا ایک زریں اور روشن باب ہے۔ یہ وہ تاریخی حقائق ہیں جن کا انکارنہیں کیا جا سکتا۔

اس کے علاوہ اگرہم عقلی طور پر غور وفکر کریں تب بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہم اکیسویں صدی میں زندگی گزار رہے ہیں جدید وسائل اور ٹیکنالوجی نے جو زبردست اور حیرت انگیز ترقی اس دور میں کی ہے گزشتہ صدیوں میں اس کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ نقل وحمل، تبلیغ وترسیل، ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام رسانی کے یہ وسائل مہیا نہ تھے۔ علم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہتا تھا۔ ضبط صدر کے مقابلہ میں ضبط کتابت کا تصور تقریباً مفقود تھا۔ اگر کسی علاقہ یا آبادی میں چندلوگوں کو قرطاس وقلم کی معرفت حاصل تھی تو وہاں حال یہ تھا کہ اگر کسی کے یہاں کہیں سے خط آ جاتا تو برائے خواندن خط ان اصحاب قرطاس وقلم لوگوں کے در کا طواف کرنا پڑتا تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ آمد و رفت کے لیے جانوروں کے علاوہ کوئی اور سواری نہ تھی۔ آج جو سفر گھنٹوں میں طے ہو رہا ہے وہ زمانۂ قدیم میں مہینوں میں ہی طے ہوا کرتا تھا۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تمام مسائل اور قلت اسباب و وسائل کے باوجود بھی پورے برصغیر ہندوستان میں اسلام کی روشنی آخر کس طرح پھیل گئی۔

ان اسباب کا پتہ لگانے کے لیے جب ہم برصغیر ہندو پاک کا جائزہ لیتے ہیں اور زمینی سطح پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں کچھ ایسے آثار واحوال اور باقیات الصالحات نظر آتے ہیں جن میں آرام فرما بزرگانِ دین کی

روحانیت ہماری رہنمائی کرتی ہوئی نظر آتی ہے کہ اے حضرتِ انسان! سر زمین برصغیر کا شاید کوئی ایسا خطہ ہو جہاں پر ایک نہ ایک درویش حق، بندۂ حق آگاہ کی دائمی آرام گاہ نہ ہو۔ یہی وہ دینی دعوت کے مراکز ہیں جن کے ذریعہ آج سرزمین برصغیر کا چپہ چپہ نورِ اسلام سے منور و تاباں نظر آرہا ہے۔

ہندوستان جیسے کفر وضلال اور فسق وفجور کے ماحول میں جن بندگان خدا اور مردانِ حق آگاہ نے اسلام کی شمع روشن کی۔ ان مجاہدین اسلام اور صوفیا میں ایک ممتاز و منتخب نام خاندانِ لونی شریف وسادات سوجا شریف کا بھی ہے۔

تاریخ کے اشاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سیدی مصطفی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہجرت کے واقعہ نے امت مسلمہ کو ایک ایسا اچھوتا شعور بخشا جس نے نقل مکانی کو عبادت بنا دیا اور وطن سے ہجرت کو محض ناگہانی آفات، اتفاقی حالات اور وقتی مجبوریوں سے عبارت نہیں رکھا۔ درحقیقت اسی حکمت کا پرتو وہ شعور تھا جس کی کارفرمائی سے نقل مکانی کی زحمتیں رحمتوں میں تبدیل ہو گئیں اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں خلق و محبت کی ایمان افروز شعائیں جگمگانے لگیں الغرض قرونِ اولیٰ اور اس کے مابعد راہِ حق میں اپنے وطن کو خیرآباد کہنے کا یہ سلسلہ صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین کی بدولت تسلسل کے ساتھ تابندہ رہا۔ تاج الاولیا، اولادِ غوث اعظم، مورث اعلیٰ سادات لونی وسوجا شریف، حضرت سیدنا تاج محمود قادری بغدادی عرف سرخ شہید بدایونی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۱۸ھ) کی بغداد معلیٰ سے قبۃ الاسلام مدینۃ الاولیا بدایوں شریف کی طرف ہجرت اسی مبارک سلسلہ کا ایک نقش جمیل ہے۔

ساداتِ لونی شریف وسوجا شریف کے مورثِ اعلیٰ:

برصغیر میں خاندان لونی شریف وسوجا شریف محتاج تعارف نہیں ہے۔ سیدنا حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کے شہزادۂ والا تبار حضرت سید عبدالرزاق قادری بغدادی کی نسل سے ساداتِ لونی شریف وسوجا شریف ہیں۔ سیدنا غوث اعظم کی نسل پاک میں حضرت سید تاج محمود سرخ شہید بغدادی بدایونی ہیں جو ۶۵۶ ہجری میں تاتاری حملوں کے زمانہ میں بغداد شریف سے ہجرت کر کے اتر پردیش کے شہر بدایوں تشریف لائے۔ ساداتِ لونی شریف وسوجا شریف کے آباؤ اجداد، سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بدایونی کے آباء واجداد، تاج الفحول حضرت علامہ شاہ عبدالقادر عثمانی بدایونی کے آباؤ اجداد تینوں خاندان ساتویں صدی ہجری کے اواخر اور آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں اپنے آبائی وطن سے ہجرت کر کے بدایوں تشریف لائے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر میں بدایوں شریف واحد ایسا شہر ہے جہاں عالم اسلام کے جملہ مراکز علوم وفنون سے علما، مشائخ، صوفیا، بزرگانِ دین اور سادات ہجرت کر کے تشریف لائے۔ جملہ مراکز اسلام اور ان کے علما و صوفیا کا نام بنام ذکر کرنا بروقت مقصد نہیں ہے۔ اہل علم اور تاریخ و تذکرہ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات بخوبی اس سے واقف ہیں۔

خانوادۂ عثمانیہ ساتویں صدی ہجری سے گیارھویں صدی ہجری تک سلسلۂ چشتیہ میں منسلک رہا۔ خانوادۂ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بھی مشرباً چشتی تھے، خاندانی لونی شریف وسوجا شریف کے مورث اعلیٰ تاج الاولیا حضرت سید تاج محمود بغدادی عرف سرخ شہید بدایونی اولادِ غوث اعظم

تھے۔ نسلاً اور مشرباً دونوں طرح قادری تھے اس طرح مدینۃ الاولیا، قبۃ الاسلام، بلد الشعرا والعلما، بدایوں شریف میں پہلی قادری خانقاہ سادات سوجا شریف کے مورث اعلیٰ حضرت سرخ شہید بدایونی کی تھی۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب سلطان شمس الدین التمش نے بدایوں میں امن و شانتی اور چین وسکون کے ساتھ شاندار علمی، تحقیقی، ادبی، مذہبی، صوفی، خانقاہی اور درسگاہی ماحول برپا کر رکھا تھا۔ ہر گلی کوچہ اور مسجد و مدرسہ سے قال اللہ و قال الرسول کی دل نواز صدائیں آرہی تھیں اور دوسری طرف خانقاہوں سے ''اللہ'' کا نعرۂ مستانہ گونج رہا تھا، اسی زمانہ میں حضرت سرخ شہید کی خانقاہ قادری بھی رشد و ہدایت اور علم وحکمت کا منبع بنی ہوئی تھی، آپ کے فرزند حضرت سیدنا بہاول شیر قلندر قادری بھی صغر سنی میں والد کے ساتھ بغداد معلیٰ سے بدایوں تشریف لائے تھے، اپنے والد اور مرشد حضرت سرخ شہید کے وصال کے بعد بارگاہِ رسالت کے حکم کے مطابق بدایوں چھوڑ کر پنجاب آئے اور ''شہر حجرہ شاہ مقیم'' کی بنیاد رکھی اور ۱۸ رشوال ۹۷۳ھ میں وصال فرمایا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے سید والی قطب امام تک مسلسل دس سجادہ نشین ہوئے اور ۱۲۱۲ھ میں بعض ناسازگار حالات کی بنا پر ''حجرہ شاہ مقیم'' کو خیر آباد کہنا پڑا۔ اس کے بعد ''بھک گجراں، کوٹ بیگم ضلع لاہور، پکلانہ، گاؤں نگر، گاگودر علاقۂ کچھ''، ہجرت کرتے ہوئے سادات لونی شریف کے آباؤ اجداد لونی شریف پہنچے۔

حضرت شیخ سید محمد شاہ جیلانی نے باروئی مندرہ سے ہوتے ہوئے مع اپنے فرزندان و برادر زادگان کے ۱۳۰۵ھ میں لونی شریف (کچھ) کو

آباد کیا، اس وقت سے اب تک مکمل پونے دوسو سال سے راجستھان اور گجرات کو بالخصوص اور برصغیر کو بالعموم خاندان لونی شریف وسوجا شریف اپنے علمی اور روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال فرما رہا ہے۔

خاندان لونی شریف کی مشربی تاریخ:

سیدنا حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی سے لے کر حضرت سید مقیم محکم الدین (متوفی ۱۰۵۰ھ) تک خاندان لونی شریف کے سادات، علما، صوفیا پشت در پشت سلسلۂ قادریہ میں بیعت وارادت اور اجازت وخلافت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ مگر سید مقیم محکم الدین اپنے والد ماجد سید ابوالمعالی (متوفی ۱۰۰۸ھ) کے وصال کے وقت ایک سال کے تھے جب سن شعور کو پہنچے تو حضرت شاہ بہاول شیر قلندر کے مزار پر مراقبہ فرمایا تو حکم ملا کہ آپ کو سید جمال اللہ حیات المیر سے قادری فیض ملے گا چنانچہ آپ کو حیات المیر سے فیض ملا۔ استاذ الہند علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی اور حضرت سلطان باہو جیسی مقتدر شخصیات کو اس خاندان مقیمیہ حجرویہ نے فیضیاب فرمایا۔

۱۳۰۵ھ میں لونی شریف کو آباد کرنے کے بعد حضرت پیر سید محمد شاہ اول نے اپنے خانوادہ کو حکم دیا کہ اب آبائی فیض قادری کو چھوڑ کر مشیت خداوندی کے مطابق اپنا باطنی اور روحانی حصہ اور امانت خود تلاش کریں چنانچہ تین سال تک تلاش وجستجو کے بعد بارگاہ نبوت سے موصولہ علامات کے مطابق ۱۳۱۱ھ میں ملاکاتیار شریف حیدرآباد سندھ پہنچے اور حضرت خواجہ محمد مظہر مدنی (متوفی ۱۳۰۱ھ) کے خلیفہ حضرت علامہ شاہ صدیق اللہ عبدالولی عرف اعظم بادشاہ ملاکاتیاری (متوفی 1316ھ) سے سلسلہ

نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور باطنی امانت حاصل کرنے کے بعد سلاسل اربعہ کی خلافت واجازت سے بھی نوازے گئے اور اس کے بعد سادات لونی شریف مشرباً نقشبندی ہو گئے اور پورا خاندان لونی شریف حضرت شاہ اعظم سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہو گیا۔اس طرح امام ربانی مجددالف ثانی کا سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ لونی شریف وسوجا شریف میں جاری ہو گیا۔

خاندان لونی شریف کی علمی تاریخ:

مرکز علوم عقلیہ ونقلیہ شہر بغداد معلیٰ سے بدایوں شریف آنے والے بزرگ حضرت سرخ شہید علم ظاہر وباطن کے جامع تھے۔انھوں نے اپنے فرزند مولانا سید بہاول شیر قلندر کو اپنی ہی طرح عالم وفاضل اور جملہ علوم و فنون میں ماہر وکامل بنایا اور اپنی اولاد واخلاف کو نسل درنسل اسی طرح علم شریعت وطریقت کا جامع بناتے رہے اور یہ سلسلہ تادم تحریر جاری وساری ہے۔یہ خانوادہ جب حجرہ شاہ مقیم، بھک گجراں اور پکلانہ میں مقیم تھا اس زمانہ میں اُچ شریف سے یہ خانوادہ اکتساب علم کرتا رہا۔یہ خاندان ہجرت کر کے جہاں جہاں مقیم رہا تصوف وروحانیت بیعت وارادت کے ساتھ ساتھ علم شریعت سے ان کا ہمیشہ مضبوط رشتہ رہا کسی بھی دور میں اس خاندان کا رشتہ علم وفضل سے کمزور نہیں رہا۔

خاندان لونی شریف کی علمی خدمات

جنگ آزادی 1947ء کے موقع پر تقسیم ہندوستان کی وجہ سے راجستھان اور گجرات کے مغربی علاقہ میں مسلمان ہر میدان میں کمزور ہوتے چلے گئے بالخصوص علمی رشتہ مکمل ختم ہو گیا، روحانیت کی روشنی بالکل ختم ہو گئی، اس علاقہ میں علمی بیداری پیدا کرنے کے لیے روحانیت کی سخت

ضرورت تھی جس کے لیے اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ سامان فرمایا اور تقسیم سے ایک صدی پیشتر خاندان لونی شریف یہاں آیا اور اس پسماندہ سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف یاب فرمایا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ کی وجہ سے ہر طرف پریشانی شور شرابا، قتل و غارت گری کا عالم تھا، ہر طرف سے پریشانیاں مسلمانوں کو ستا رہی تھیں، پھر یہ سلسلہ سال آزادی 1947ء تک جاری رہا، ایسے غیر یقینی اور متزلزل دور میں خاندان لونی شریف و سوجا شریف نے بھی اصلاح عقائد و اعمال، سماج سدھار، دعوت و تبلیغ اور تعلیم کو فروغ دینے کے لیے پورے علاقہ میں پیدل اور سواریوں سے شبانہ روز دورے کئے، جس کی بدولت مدارس، مساجد اور خانقاہوں سے علم و عرفان کی کرنیں پھوٹنے لگیں اور پورا علاقہ روشن و منور ہو گیا۔

خاندان لونی شریف کی علمی و روحانی خدمات میں دارالعلوم فیض اکبری کا بہت بڑا کردار ہے۔ مغربی راجستھان و گجرات کی علمی حالت ناگفتہ بہ تھی، بعض مقامات پر نماز جمعہ و عیدین اور نماز جنازہ کے لیے بھی کوئی نہیں ملتا تھا۔ اہل علم ہند سے پاکستان کی طرف ہجرت کر چکے تھے یا نیم مردہ پڑے تھے۔ کسی میں طاقت و قوت نہ تھی کہ اس میدان کو سر کرے۔ بدعقیدگی اور بدمذہبیت نے جگہ جگہ سر ابھارنا شروع کر دیا۔ علمائے ربانیین کا وجود نہ تھا، ایسے پر خطر دور میں سنیت کی کشتی پار کرنے کی فکر نے غوثِ زماں حضرت پیر سید محمود شاہ جیلانی علیہ الرحمہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ آپ نے اپنی اولاد، برادر زادگان اور اہل علاقہ کی تعلیم کے لیے دارالعلوم فیض اکبری لونی شریف کو قائم فرمایا، جس کی شاخیں آج ملک کے

مختلف خطوں میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہیں۔ یہاں کے فارغین اکبری علما کا ملک بھر میں ایک جال بچھا ہوا ہے، جنھوں نے علمی و روحانی خدمات سے ملک وملت کو نور علی نور کر دیا ہے۔ گجرات اور راجستھان کے اکثر اداروں نے اسی دارالعلوم فیض اکبری سے جنم لیا ہے۔

دارالعلوم فیض اکبری لونی شریف کے موجودہ ناظم اعلیٰ بابائے قوم و ملت حضرت پیر سید حاجی علی اکبر شاہ جیلانی مدظلہ العالی ہیں۔ ان کی نظامت میں بحسن وخوبی دارالعلوم چل رہا ہے اور ایک عالم کو اپنے فیوض وبرکات سے مستفید و مستفیض کر رہا ہے۔ چالیس سال سے مسلسل دارالعلوم میں طلبہ واساتذہ کی نگرانی فرماتے ہیں، ترکِ نماز پر طلبہ کو سرزنش فرماتے ہیں۔ جمعہ کے دن بغیر چھٹی کے جانے والوں، لہو ولعب میں مشغول رہ کر بروقت نہ آنے والوں پر کڑی نظر رکھتے اور انھیں بلا کر سرزنش فرماتے ہیں۔ روزانہ اوقات مقررہ پر دارالعلوم کا چکر لگانا، حالات پوچھنا، اصلاح کرنا آج تک جاری وساری ہے۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم فیض اکبری کے علمی فیضان کو مزید ترقیاں عطا فرمائے اور سیدنا حضور غوث اعظم اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق خیر مرحمت فرمائے، یہ حسن اتفاق بھی ہے اور اللہ کا فضل واحسان ہے کہ سادات لونی شریف وسوجا شریف نسلاً سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی سے ہیں اور مشرباً امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی سے ہیں اور غوث اعظم ومجدد پاک کا علمی وروحانی فیض آج جامعہ صدیقیہ و درگاہ جیلانیہ سوجا شریف کی شکل میں ہماری نظروں کے سامنے ہے۔

محافظ سنیت داعی اسلام حضرت مولانا سید غلام حسین شاہ جیلانی مدظلہ العالی

سیدنا حضور غوث اعظم سے حضرت سرخ شہید بدایونی تک، وہاں سے سادات حجرہ شاہ مقیم تک، وہاں سے خاندان لونی شریف تک اور موجودہ دور میں سادات سوجا شریف تک جملہ افراد خاندان، سادات جیلانیہ علم ظاہر و باطن کے حسین سنگم، شریعت و طریقت کے جامع، اخلاق مصطفوی کا پیکر جمیل اور اپنے اکابر و اسلاف کے سچے وارث و جانشین نظر آتے ہیں۔ اِس گلشن سادات میں ایک حسین و جمیل گل اور ایک عظیم شخصیت، سادات لونی شریف و سوجا شریف کے سالار کارواں، مجاہد اہل سنت، داعی اسلام حضرت مولانا سید باپو غلام حسین شاہ جیلانی نقشبندی حفظہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔ عصر حاضر میں آپ کی شخصیت علما و مشائخ کے لیے ایک نمونہ اور قابل تقلید ہے۔ جس نے راجستھان کے پسماندہ اور جہالت زدہ علاقہ کو اپنی خدمات سے رشک جنت بنا دیا جو علاقہ کسی اعتبار سے آمد و رفت اور توجہ کا لائق نہ تھا آپ نے اپنی بے لوث خدمات سے من کل الوجوہ ہر ایک کے لیے لائق توجہ اور مرکز رشد و ہدایت بنا دیا۔

۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء میں سند قرأت و فضیلت سے فراغت کے بعد ۱۱/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ/ ۲۱/ فروری ۱۹۸۶ء میں سوجا شریف میں جامعہ صدیقیہ کی بنیاد رکھی۔ جس کی ابتدا کچی عمارتوں سے شروع ہوئی۔ قریب میں ادارہ کھلنے سے علاقہ کے طلبہ جوق در جوق آنے لگے۔ آج دار العلوم میں بیس علما، آٹھ ماسٹر کا اسٹاف ہے اور تقریباً چار سو طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں اکثریت علاقہ کے طلبہ کی ہے۔ فی الوقت ادارہ میں ۲۵/ فنون، ۷/ زبانیں سات شعبہ جات میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔

۱۴۰۶ھ سے ۱۴۳۷ھ تک کی ۳۱؍سالہ مدت میں ادارے نے قوم مسلم کو دو سو پچاس علما، حفاظ اور قرا کی جماعت عطا کی، جو مختلف مقامات پر مصروف خدمت ہے اور آج صدیقی فارغین گجرات وراجستھان کے مغربی علاقہ میں بالخصوص اسلام وسنیت کے فروغ وارتقا میں ہمہ تن مصروف ہیں اور قوم مسلم میں رائج ہزارہا خلاف شریعت رسومات شادی وغمی کی بے شمار غیر اسلامی رسم ورواج کو ختم کر رہے ہیں جو لوگ اسلامی لباس سے نفرت کرتے تھے، خلاف شرع لباس استعمال کرتے تھے انھیں سنتوں کا پابند بنا دیا۔ جہاں امامت اور درس وتدریس تو کجا نماز جنازہ کے لالے پڑے ہوئے تھے وہاں ہر سو قال اللّٰہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

میری ناقص معلومات اور محدود مطالعہ کی روشنی میں راجستھان و گجرات کے خطہ میں خاندان سوجا شریف کی دینی خدمات سے تقریباً پچاس مساجد تعمیر ہو چکی ہیں، سینکڑوں مدارس و مکاتب قائم کیے جا چکے ہیں، جن میں بعض ادارے دارالعلوم کی شکل اختیار کر چکے ہیں، جیسے دارالعلوم فیضان مصطفی بالوترہ، دارالعلوم فیض جیلانی کھاریہ، دارالعلوم حسنین کریمین بڑنوا، دارالعلوم فیضان غوث الوریٰ جالور، دارالعلوم گلشن مصطفی کلراں شریف، اس کے علاوہ تحصیل چوہٹن کے تقریباً چالیس گاؤں میں پابندی کے ساتھ محرم شریف، ربیع الاول اور ربیع الآخر کے ماہ میں مجالس و محافل منعقد ہوتی ہیں، اس کے علاوہ ہر تحصیل میں دینی امور کی نگرانی کے لیے حضرت باپو نے مختلف تنظیمیں، کمیٹیاں، سوسائٹی قائم کر رکھی ہیں، جن میں بالوترہ کی سنی ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام تقریباً سو مدارس و مکاتب وجود میں آچکے ہیں، باڑمیر، کچھ، بناس، واگڑ میں حضرت

باپو مولانا سید شاہ غلام حسین جیلانی نقشبندی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں تحریک صدیقی نہایت خوش اسلوبی سے دینی خدمات انجام دے رہی ہے۔

مرکزی تحریک صدیقی تمام تنظیمات اور کمیٹیوں کی نگرانی اور سربراہی کرتی ہے۔اسی تحریک کے زیر اہتمام تقریباً پچاس مساجد کو دوبارہ آباد کرایا گیا ہے جو تقسیم ہند کے بعد سے غیر آباد تھیں۔

حضرت شیخ سید غلام حسین جیلانی نقشبندی کی خدمات علما و مشائخ کی نظر میں

خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، حضرت باپو شیخ غلام حسین شاہ جیلانی نقشبندی کی خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ”خاندان لونی شریف کے سادات نے بڑے تاریک ماحول، ناخواندہ اقوام اور صبر آزما حالات میں کام کیا ہے۔مساجد و مدارس کا قیام، علم دین کی اشاعت، شریعت حقہ کا پابند بنانے کی کوشش، کمزوروں، ناداروں اور بے سہارا لوگوں کی دستگیری ان کی دینی و ملی زندگی کے تابندہ نقوش رہے ہیں۔ اس دور میں مولانا سید غلام حسین شاہ جیلانی مدظلہ العالی بانی جامعہ صدیقیہ سوجا شریف اپنے آبائے کرام کی زندہ و تابندہ یادگار

ہیں۔ انھوں نے کیسے حوصلہ شکن ماحول میں دین وعلم کی اشاعت سنیت کی بقااور عمل صالح کے فروغ کے لیے ادارے اور انجمنیں قائم کی ہیں۔ کیسے مصائب اور مشکلات کا سامنا کیا ہے۔ پھر کس طرح استقامت کا پہاڑ بن کر سرگرم عمل ہیں۔ یہ دیدۂ عبرت و بصیرت سے پڑھنے کے قابل ہے۔ (اَلْاِسْتَقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ)

بے حسی، بدنظمی، آزاد روی، اختلاف و انتشار، تحاسد و تباغض نفع جوئی، تن آسانی اور دوسری ظاہری و باطنی بیماریوں کے ہجوم میں کچھ سرگرم مخلصین ہی کی بدولت ملت کی کشتی کسی طرح رواں دواں ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے امثال زیادہ کرے اور اپنی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ سے خیر کو شر پر غلبہ عطا فرمائے۔ **وما ذلک علیہ بعزیز۔**''

(تقریظ، تذکرۂ سادات لونی شریف و سوجا شریف، ص:۶۶، غیر مطبوعہ)

عصر حاضر کے معروف عربی ادیب، معتبر عالم دین، غیر جانبدار محقق و

نقاد حضرت علامہ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی، صدر شعبۂ اسلامیات مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد، سادات سوجا شریف کی دعوتی و تبلیغی خدمات کا بیان اپنی تحریر میں اس طرح کرتے ہیں:

''حضرت باپو سید غلام حسین شاہ جیلانی نقشبندی نے دین کی تبلیغ واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور ایک ایسے خطے میں دین کی خدمت کی ہے جہاں غیر معمولی اخلاص اور صبر وتحمل کے بغیر اس کام کا تصور ممکن نہیں ہے۔ تہذیب و تمدن کے کشت زاروں میں دعوت وتبلیغ کی فصل اگانا ہر ایک کے لیے آسان ہے۔ لیکن صحرائے تھار وراجستھان کے ریگزاروں میں یہ کام کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

اور صحرا کو گلشن بنانے کا یہ کارنامہ لونی شریف وسوجا شریف کی خانقاہوں تعلیمی ودعوتی مراکز اور وہاں کے سادات کرام نے انجام دیا ہے۔ اس خطہ کا قدیم روحانی ارتباط سندھ کی خانقاہوں سے

تھا۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد ان کے لیے اپنے مراکز عقیدت سے تعلق بنائے رکھنا ممکن نہیں رہا۔ نتیجہ میں ایک علمی اور روحانی خلا پیدا ہوا جس کو پر کرنے کا کام لونی شریف وسوجا شریف کی خانقاہوں نے کیا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس کی جس قدر توصیف و تعریف کی جائے کم ہے"۔

(تقریظ، تذکرۂ سادات لونی شریف و سوجا شریف، ص: ۲۷، غیر مطبوعہ)

ماہر رضویات محقق اسلامیات حضرت مولانا مفتی محمد حنیف خاں رضوی بانی امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف حضرت باپو سید غلام حسین شاہ جیلانی نقشبندی حفظہ اللہ تعالیٰ کے دینی وملی کارناموں کے تعلق سے اپنے تاثرات بایں طور ارقام فرماتے ہیں:

"ہمارے بزرگوں نے اسلام وسنیت کی آبیاری کے لیے کتنی جانفشانیاں کی ہیں اور کس قدر محنت و مشقت سے اسلامی تعلیمات کو گھر گھر پہنچایا ہے۔ حضرت باپو سید غلام حسین شاہ جیلانی نقشبندی کے دینی وملی کارنامے تو آج لوگ اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

ان کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ بلاشبہ حضرت باپو کی ذات بابرکات ہم مسلمانان اہل سنت کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ آپ نے تبلیغ دین کے لیے شہر شہر اور بستی بستی کا دورہ فرما کر لوگوں کے پژمردہ قلوب کو ایسی حیات نو بخشی ہے کہ آج بے شمار لوگ جادۂ حق پر گامزن اور آپ کی محبتوں کے اسیر ہیں۔ پھر اس پر مستزاد یہ ہے کہ آپ نے دینی علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے خاص سوجا شریف میں اپنے والد محترم نور اللہ مرقدہ کے آستانہ مقدسہ پر ایک عظیم ادارہ قائم فرمایا ہے۔ جو ''جامعہ صدیقیہ'' کے نام سے موسوم ہے اور جنگل میں منگل کا سماں پیش کر رہا ہے۔ نہایت خوبصورت اور سنگ مرمر سے مزین درسگاہ کی دو منزلہ سنٹرل بلڈنگ، طلبہ کی رہائش گاہ کے لیے کشادہ اور مثالی ہاسٹل، حسین و جمیل کشادہ مسجد اور نورانی آستانہ مقدسہ یہ تمام چیزیں آپ کی محنت شاقہ اور شب و

روز کی لگن کا ثمرہ ونتیجہ ہیں۔ فجزاہ اللّٰہ
تعالٰی خیر الجزاء‘‘۔
(تقریظ، تذکرۂ سادات لونی شریف و
سوجا شریف،ص: ۴۷، غیر مطبوعہ)

جانشین شعیب الاولیا حضرت علامہ غلام عبدالقادر علوی سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف، نمونۂ اسلاف، پیکر تواضع وشرافت، پیر طریقت حضرت الحاج سید بابو غلام حسین شاہ جیلانی نقشبندی کی خدمات دینیہ کے تعلق سے لکھتے ہیں......

’’راجستھان کے باڑمیر کے سرحدی علاقوں میں آمد و رفت کے ذرائع کے فقدان، موسم کی شدت پھر جہاں دور دور تک آبادی کا نام ونشان بھی نہ ہو، ایسے ویرانے میں لہلہاتے ہوئے علم کے گلزار اور حسین وجمیل، دلآویز گلشن میں علاقہ کے غریب نونہالوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے خوبصورت نظم و ضبط اسی مرد قلندر کے فیضان فکر وعمل کا کرشمہ ہے۔

میری امید یقین کی حد تک اس بات کو محسوس کر رہی ہے کہ حضرت باپو اور ان کے فرزندان بلند اقبال، سادگی کے

مرقع اساتذہ کی کوششیں اس طرح بار
آور ہوں گی کہ مستقبل قریب ہی میں یہ
ادارہ نہ صرف باڑمیر و اطراف بلکہ
پورے راجستھان کے علمی افق پہ اپنی
علمی و روحانی تابناکی سے کوکب
درخشاں ہی نہیں بلکہ نیر تاباں ثابت
ہوگا‘‘۔
(تقریظ، تذکرۂ سادات لونی شریف و
سوجا شریف، ص:۶،۷، غیر مطبوعہ)

ملک ہندوستان کی عظیم دینی درسگاہ الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی کے سابق پرنسپل استاذ العلما حضرت علامہ محمد ایوب صاحب رضوی، بانیٔ جامعہ صدیقیہ کی ہمہ جہت شخصیات اور خدمات کے حوالہ سے رقم طراز ہیں......

’’راجستھان کی سرزمین پر حضرت پیر
سید غلام حسین شاہ جیلانی نقشبندی کی
دینی، ملی، تبلیغی اور سماجی خدمات کا ایک
طویل سلسلہ ہے جسے دیکھ کر دل عش عش
کرنے لگتا ہے، فرزندان توحید کو علم و
دانش اور فکر وفن کے زیور سے آراستہ
کرنے کے لیے موصوف نے جو نمایاں
کارنامے انجام دیئے ہیں وہ نہ صرف
قابل تحسین و آفرین ہیں بلکہ لائق تقلید

بھی ہیں۔آپ نے نامساعد حالات اور غیر موافق فضا میں ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ'' کا مصداق بن کر راجستھان کی سرزمین پر مذہب اسلام کی تبلیغ وترویج کے لیے ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں سوجا شریف باڑمیر راجستھان میں مے کدۂ علم و حکمت بنام ''جامعہ صدیقیہ'' قائم کیا اور فرزندان اسلام کو علم وآگہی کا جام پلا کر نہ صرف یہ کہ کامیاب انسان بنا دیا بلکہ انھیں دین کا سچا مبلغ اور سنیت کا پرزور ترجمان بنا دیا۔ آج راجستھان میں علمائے کرام کا جو طویل سلسلہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ بلاشبہ اس میں حضرت باپو کا نمایاں کردار ہے''۔

(تقریظ، تذکرۂ سادات لونی شریف وسوجا شریف، ص:۸۰، غیر مطبوعہ)

شہزادۂ غوث اعظم، جانشین مجدد الف ثانی، داعی اسلام، مبلغ اہل سنت حضرت مولانا پیر سید غلام حسین شاہ جیلانی نقشبندی حفظہ اللہ تعالیٰ نے راجستھان کے اس بے آب وگیاہ علاقہ میں جامعہ صدیقیہ قائم فرما کر علاقہ تھر کی شان وعظمت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ صدیوں سے غربت و ناداری اور آلام ومصائب میں مبتلا اہل ریگستان کو اپنی فیضان نگاہ اور آہِ سحر گاہی سے رشک جناں بنا دیا ہے۔ آپ کی قائم کردہ تحریکات وتنظیمات

سے پورا علاقہ ایمان و اسلام کی خوشبوؤں سے مہک اٹھا ہے۔ پچاس سالہ محنتوں، دوروں، دعاؤں، دلسوزیوں اور جگرکاویوں نے آج یہ دن دکھایا ہے کہ اطراف ہند سے علما و مشائخ اور اکابرین اہلسنت سوجا شریف کی زیارت کے لیے اور مرد قلندر کے خلوص کی عمارت کے دیدار کے لیے کشاں کشاں چلے آرہے ہیں اور اس دور دراز کے علاقہ میں بار بار آنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

سلاسل طریقت کے مریدین کے ایمان وعقیدہ کی پاس داری کرنے والے مرد قلندر نے اس ریگستانی سرحدی علاقہ کو جنت نشاں بنا دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ امام ربانی مجدد الف ثانی کے صدقہ و طفیل اس علاقہ تھار کو مزید بلندیاں ترقیاں عطا فرمائے۔ یہاں کے جملہ اساتذہ، اراکین، طلبہ کے حوصلوں کو قوت استحکام بخشے۔ جس سے کہ جامعہ صدیقیہ سوجا شریف امت مسلمہ کے لیے منارۂ رشد و ہدایت ثابت ہو اور یہاں کے مریدین و فارغین کے ذریعہ دعوت و تبلیغ عام ہو اور اسلام مضبوط ہو۔ آمین یا مجیب السائلین۔ بجاہ حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

فہیم احمد ثقلینی

استاذ جامعۃ

الثقلین، قصبہ

ککرالہ، ضلع

بدایوں شریف

☆حقیقت ایمان☆

از: عبدالرزاق صدیقی بن عبداللطیف
متعلم: جماعت سابعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العلمین و العاقبۃ للمتّقین و الصّلوۃ و السّلام علی اشرف الانبیاء و المرسلین و علی آلہ و اصحابہ و اھل بیتہ اجمعین امّا بعد فا عوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

یٰایّھا لذین آمنوا آمنو باللہ و رسولہ و الکتٰب الّذی نزّل علی رسولہ و الکتٰب الّذی انزل من قبل۔

(النساء پ5ع17 آیت 136)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس پر جو اپنے اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری اور اس مکتوب پر جو پہلے اتاری۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا ایمان رکھو یعنی ایمان پر ثابت رہو یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ یاایھا الذین آمنوا کا خطاب مسلمانوں سے ہو اگر خطاب یہود و نصاری سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر ایمان لانے والو تمھیں یہ حکم ہے کہ کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاؤ! اور اگر یہ خطاب منافقین سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ اے ایمان کا ظاہری دعوی کرنے والو! اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ! یہاں رسول سے سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کتاب سے قرآن پاک مراد ہے۔

شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: یہ آیت حضرت عبد اللہ بن سلام اور اسد، اسید اور ثعلبہ بن قبیس اور سلام و سلمہ و یاسین کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ مومنین اہل کتاب میں سے تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ پر اور آپ کی کتاب اور حضرت موسی علیہ السلام اور توریت اور انجیل پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کے سوا باقی کتابوں اور رسولوں پر ایمان نہ لائیں گے اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ تعالی پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس سے پہلی ہر کتاب پر جو اللہ تعالی نے نازل کی اس پر ایمان لاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یعنی قرآن پاک پر اور ان تمام کتابوں پر جو اللہ تعالی نے قرآن مجید سے پہلے انبیا پر نازل فرمائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی، ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسولہ والیوم الآخر فقد ضلّ ضلالا بعیداً۔

(النساء 36)

اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔ یعنی ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے تو مومن نہیں کیوں کہ ایک رسول اور ایک کتاب کا انکار بھی سب کا انکار ہے۔

اور دوسری جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: فآمنوا باللہ ورسولہ وان تومنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم

(آل عمران 179)

ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز

گاری کروتو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: فآمنوا با اللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ خیرلکم۔ (النسا 17)

ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر تین کو نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا: والّذین آمنوا با اللہ ورسولہ اولئک ھم الصدیقون (الحدید 16)

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل اور سچے۔ (کنزالایمان)

حضرات محترم: ان تمام آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایمان مومن کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے، مومن سب کچھ گنوا سکتا ہے مگر ایمان کھونے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوسکتا، جب ایمان اسے عزیز ہوجاتا ہے تو کفر اس کے دل میں جگہ نہیں پا سکتا اس کے لیے دلدلوں میں اتر جانا ناممکن ہوجاتا ہے اور اس سے نافرمانی نہیں ہوسکتی ارشاد خداوندی ہے: و اعلموا انّ فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم و لکن اللہ حبّب الیکم الایمان و زیّنہ فی قلوبکم و کرّہ الیکم الکفر و الفسوق و العصیان اولئک ھم الرّشدون۔ (سورہ حجرات، پ 26) ترجمہ: اور جان لو کہ تم میں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن تمہارے لیے ایمان عزیز بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجادیا اور کفر، گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کردیا ہے یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔

اس آیہ کریمہ میں راہ ہدایت کے رہرووں کے لیے ایمان کو عزیز

بنا دینے کا جو الوہی اعلان ہوا اور جس کے نتیجہ میں گناہ اور نافرمانی سے بیزاری لابُدی بتائی گئی ہے۔ان کیفیات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ایمان کی حقیقت اور ماہیت سے آگاہی حاصل کی جائے۔

ایمان کا لغوی کا معنیٰ:

ایمان عربی زبان کا لفظ ہے اس کا اصل مادہ یعنی جس سے یہ لفظ مشتق ہے ا،م،ن، یعنی امن ہے۔لغت کی رو سے کسی خوف سے محفوظ ہو جانے ،دل کے مطمئن ہو جانے اور انسان کے خیر و عافیت کی دولت سے ہمکنار ہونے کو امن کہتے ہیں۔

ایمان کی حقیقت:

جب ہم ایمان کا لغوی معنی اور اصطلاحی معنی و مفہوم سمجھ لیں اور جان لیں کہ ایمان امن و عافیت ، بھروسے اور اعتماد سے عبارت ہے تو پھر ایمان کو سمجھنا یعنی ایمان کی حقیقت کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے ایمان کا مفہوم یہ ہے خدا کی ذات پر، رسولوں پر، آخرت پر اور جس جس چیز پر حکم الٰہی ہو ایمان لایا جائے ،قرآن مجید میں پانچ چیزوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے یعنی اللہ پر، کتاب سماوی پر، قیامت کے دن پر، ملائکہ پر اور انبیا علیہم السلام کی نبوتوں پر اور رسالتوں پر حدیث جبریل میں سوال بالایمان کے جواب میں سات اشیا پر ایمان رکھنے کو لازمی قرار دیا گیا ہے جن میں اللہ تعالی کی ملاقات اور تقدیر پر ایمان رکھنا بھی شامل ہے۔

(مسلم شریف ج 1 ص 29 مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارکپور)

مادۂ امن سے مومن کا اصطلاحی مفہوم:

مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں لفظ مومن کا اصطلاحی مفہوم واضح

ہو گیا یعنی مومن وہ شخص ہے جو خود تو خدا اور اس کی بارگاہ سے بندگی کا تعلق استوار کر کے امن و عافیت کی دولت پا ہی لیتا ہے لیکن اس کی خوبی یہ ہے کہ اگر دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ تعلق استوار کر لیں تو وہ بھی امن و عافیت اور سکون و اطمینان کی نعمت سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں۔

گویا مومن کے لفظ میں ایمان کے متعدی اور غیر متعدی دونوں معنی یکجا ہوتے ہیں یوں مومن کی ذات ایک طرف خدائے تعالی کی بارگاہ سے امن وسلامتی اور ہر قسم کے خوف و خطر سے نجات کی دولت پالیتا ہے۔

اور دوسری جانب اس کی اپنی ذات دوسروں کے لیے امن و سلامتی کا باعث بن جاتی ہے گویا وہ بندہ مومن ارشاد خداوندی: لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرۃ۔پ 2، 38) کا کامل مصداق بن جاتا ہے یعنی جو بندہ خدا پر ایمان لائے اور اس کا ایمان اسے اس منزل تک پہنچائے کہ جہاں پہنچ کر خدائے تعالی کے سوا ہر چیز کا خوف اس کے دل سے نکل جائے اور مخلوق خدا بھی اس کی بدولت امن وسلامتی کی نعمت سے بہرہ ور ہو جائے، حقیقتاً وہی شخص مومن کہلانے کا حق دار ہے۔

ایمان کی بہار لوٹنے کا طریقہ:

اے امت مسلمہ کے افراد! چاہتے ہو کہ اعمال میں پھر سے بہار آجائے اور دینی زندگی میں پھر سے جان پڑ جائے تو واپس اسی آداب محبت کی طرف پلٹ آؤ جس کا سبق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے ہمیں دیا ہے، اگر اس کی طرف پلٹ آؤ گے تو زندہ ہو جاؤ گے، اتباع بھی بحال ہو جائے گی اور اطاعت و نصرت کی اثر آفرینی بھی لوٹ آئے گی اطاعت و اتباع اس وقت بدلتی ہے جب اس میں فنائیت کا رنگ آجائے

اور فنائیت عشق و محبت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

حضرات محترم: ایمان کے تین درجے ہیں قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی ایمان یقین کامل اور محبت کامل کے مجموعے کا نام ہے مزید گہرائی میں جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایمان جس کی اساس اور بنیاد یقین ہے اس کے تین درجے ہیں (1) علم (2) عرفان (3) ایقان:

(1) علم:

پہلا درجہ اصطلاحاً ایمان بالغیب یا علم (جاننا) کہلاتا ہے اس کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے: الذین یؤمنون بالغیب (البقرۃ3، پ2) وہ لوگ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔

وہ لوگ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں حقیقتاً وہ ایمان، محض اس بنا پر لاتے ہیں کہ ان تک یہ بات اسی ہستی کے ذریعہ پہنچتی ہے جس نے حقیقت کو نقاب کے بغیر دیکھا ہے۔لہٰذا ایمان کا اوّلین تقاضا یہ ہوا کہ بن دیکھے خدا کو (اور دیگر مخفی حقائق کو) صرف اور صرف اس بنا پر مان لیا جائے کہ مومن تک ان کا علم اس مخبر صادق کے واسطے سے پہنچا ہے جس نے خود خدائے تعالی کی ذات والا صفات کا مشاہدہ کیا ہے، ایمان بالغیب سے انکار کے مضمرات تباہ کن ہوتے ہیں خدائے تعالی کی ذات کو بغیر دیکھے یعنی مخبر صادق کے کہنے پر مان لینا ہی ایمان ہے حدیث شریف میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بُنی الاسلام علی خمسٍ شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ و الحج وصوم رمضان۔

(بخاری شریف ج 1 ص 6)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ایک یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور حج ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ ان تمام اشیا کو مان لینا ہی ایمان ہے۔

(2) عرفان:

اس کے بعد ایمان کا دوسرا درجہ آتا ہے جسے عرفان کہا جاتا ہے یعنی جس حقیقت کو بن دیکھے مانا جا رہا ہے اس حقیقت کے شواہد اور قرائن کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا اور ان قرائن و شواہد کی بنیاد پر اس ہستی پر اپنا یقین پختہ کرنا یقین کے درجے کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے: وفی انفسکم افلا تبصرون اور خود تمہارے نفوس میں بہت ساری نشانیاں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے۔ (الذریات 51۔ آیت 21)

اے خدا کے بندو خدائے تعالی کی قدرت اس کے بے پایاں تصرفات اور اس کے کمالات پر ایمان لانے والوں کو سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کر کے صحیح نتائج اخذ کرنے کے لیے سب کچھ تمہارے اندر مضمر ہے۔ خدائے تعالی کی قدرت کے تمام حقائق اور ان کی علامات تمہارے اپنے نفس میں موجود ہیں ذرا اپنے اندر جھانک کر دیکھو اپنی بشریت کے تاریک حجابات اٹھا کر حقیقت کو سمجھنے کی کوشش تو کرو پھر دیکھو کس طرح حقائق تمہارے باطن سے جھلکتے نظر آتے ہیں۔

(3) ایقان:

قرآن کریم میں اس پیغمبرانی یقین کو واضح کرنے کے لیے متعدد واقعات پیش کیے گیے ہیں جن میں سے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی ہے جب انھوں بارگاہ رب العزت میں یہ درخواست پیش کی: ربّ ارنی کیف تحی الموتی۔ اے پروردگار مجھے دکھا تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ (البقرہ2۔۔2)

یہاں بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے سے نہیں جانتے تھے کہ خدا احیاے موتی پر قادر ہے اگر فی الواقع وہ نہیں جانتے تھے تو اس صورت میں وہ پیغمبر کیسے ہو سکتے تھے، قرآن کریم بتلاتا ہے کہ اس سے پہلے ان کا ایمان، ایمان بالغیب اور عرفان کے درجے میں تھا۔اب وہ مشاہدہ کے ذریعے ایمان کے آخری درجے، درجہ ایقان تک پہنچنا چاہتے تھے، اسی بنا پر اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا: اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئنّ قلبی (البقرہ۔2۔260) کیا تم نے اس بات کو باور نہیں کیا انھوں نے کہا کیوں نہیں لیکن یہ مشاہدہ اس لیے چاہتا ہوں تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

خدائے تعالی کو اس بات کا پیشگی علم تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کس مقصد کے تحت یہ سوال کر رہے ہیں مگر یہ مکالمہ انسانوں کو تعلیم دینے کی غرض سے فرمایا اس سوال و جواب کے بعد ارشاد باری تعالی ہوا:

فخذ اربعۃ من الطّیر فصرھنّ الیک ثمّ اجعل علی کلّ جبلٍ منھنّ جُزءً ثمّ ادعھنّ یائینک سعیاً واعلم انّ اللہ عزیز حکیم (البقر260.2) تم چار پرندے پکڑ لو پھر انھیں اپنے ساتھ مانوس کر لو پھر ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کے اجزا باہم ملا لو اور ان میں سے ہر حصہ الگ الگ پہاڑ پر رکھ دو پھر ان کو بلاؤ تو وہ

تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور خوب جان لو کہ خدا غالب اور صاحب حکمت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یقین و ایمان تو پہلے ہی سے تھا مگر وہ اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر عین الیقین حاصل کرنا چاہتے تھے جو اللہ رب العزت نے ان کو عطا کر دیا۔اب ذرا غور کیجیے اطمینان قلب کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جاننا پہلے درجے کا ہرگز نہ تھا بلکہ تیسرے درجہ کا جاننا یعنی ایقان تھا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ایمان کی بنیاد یقین ہے اور اس کے تین درجے ہیں،ایمان بالغیب ، عرفان اور ایقان،ان تینوں مدارج کو صوفیا اپنی اصطلاح میں علم الیقین ،عین الیقین اور حق الیقین کے عنوانات سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے فرق کو واضح کرنے کے لیے یہ مثال دیتے ہیں کہ کوئی شخص مٹکے میں پڑے ہوئے کسی مشروب کی نسبت یہ کہے کہ اس میں دودھ ہے اگر اسے دیکھے بغیر مان لیا جائے تو یہ علم الیقین کہلائے گا۔اگر اس کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھ لیا جائے اور پھر مانا جائے تو یہ عین الیقین کہلائے گا اور ہر شک وشبہ کے ازالے کے لیے پی کر اس کے دودھ ہونے کا یقین حاصل کیا جائے تو یہ حق الیقین ہوگا۔

ایمان کی ستر شاخیں:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبیﷺ قال الا یمان بضع و سبعون شعبۃ و الحیاء شعبۃ من الا یمان۔

(بخاری شریف ج 1 ص 6)

حضرت ابو ہریرہ ضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آقائے

دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر 70 شاخیں ہیں اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

ایمان کا فائدہ:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و یؤمنوا بی و بما جئت فاذا فعلوا ذالک عصموا منی دمائھم و اموالھم الا بحقھا و حسابھم علی اللہ۔

(مسلم شریف ج 1 ص 37)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے روایت کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے انھوں نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور اس پر جس کے ساتھ میں آیا پس جب اس کو کریں تو انھوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال کو بچا لیا مگر اس کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

ایمانیات میں سے ہر ایک پر ایمان ضروری ہے:

عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لی جبرئیل قال اللہ عزّ وجلّ یا محمد من اٰمن بی ولم یومن بالقدر خیرہ و شرّہ فلیلتمس ربًا غیری

(کنز العمال ج 1 ص 33)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) جو مجھ پر ایمان لائے اور بھلی اور بری تقدیر پر ایمان نہ لائے وہ میرے علاوہ کوئی دوسرا رب تلاش کرے

ایمان کی فضیلت:

عن انسٍ رضی اللہ تعالی عنہ عن النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال ثلث من کنّ فیہ وجد بھنّ حلاوۃ الایمان من کان اللہ و رسولہ احبّ الیہ مما سواھما وان یحبّ المرا لا یحبّہ الا للہ و ان یّکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یقذف فی النّار۔

(مسلم شریف ج 1 ص 49)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے روایت کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انھوں نے فرمایا تین چیزیں جس میں ہوں اس نے ایمان کی حلاوت کو پایا ایک، جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول زیادہ محبوب ہوں ان کے ماسوا سے۔

دوسری۔ وہ کسی آدمی سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ کے لیے۔

تیسرا۔ یہ کہ وہ ناپسند کرتا ہے کہ لوٹے کفر میں بعد اس کے کہ اللہ تعالی نے اس کو اس سے نکالا جیسا کہ وہ ناپسند کرتا ہے کہ جہنم میں ڈالا جائے

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ عن النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال یقول اللہ تعالی انا اللہ لا الہ الاّ انا کلمتی من قالھا ادخلتہ جنّتی و من ادخلتہ جنّتی فقد امن والقرآن کلامی ومنی خرج رواہ خطیب۔

(کنزالعمال ج 1 ص 17)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو میرا کلمہ کہے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس کو میں

جنت میں داخل کروں گا وہ امن میں ہوگا اور قرآن میرا کلام ہے اور میری طرف سے جاری ہوا ہے۔

عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کان آخر کلا مہ عند الموت لا الہ الاّ اللہ وحد ہ لا شریک لہ ھدمت ما کان قبلھا من الذنوب والخطایا رواہ العساکر۔

(ابن عساکر ج 1 ص 16)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موت کے وقت جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ہو اس کے گذشتہ گناہ تمام مٹا دیئے جاتے ہیں۔

(کنز العمال ج 1 ص 16)

عن ابی اسحٰق قال سمعت البراء یقول اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجل مقنع بالحدفقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُقاتل او اُسلم قال اسلم ثم قاتل فاسلم ثمّ قاتل فقتل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل قلیلاً واجر کثیراً۔

(بخاری شریف ج 1 ص 394)

حضرت براابن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی لوہے کے ہتھیاروں سے لیس بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاد کروں یا پہلے اسلام قبول کروں آپ نے ارشاد فرمایا پہلے اسلام قبول کرو اس کے بعد جہاد کرو پس وہ مسلمان ہو گیا اور کافروں سے لڑا اور جام شہادت نوش کر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے عمل تو تھوڑے کیے ہیں لیکن ثواب بہت پا گیا۔

عن عبد الرحمن بن شماسۃ انہ سمع عقبۃ بن عامرٍ علی المنبر یقول ان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال المومن اخو المومن فلا یحل للمومن ان یبتاع علی بیع اخیہ ولا یخطب علی خطبتہ اخیہ حتی یذر۔

(مسلم شریف 454)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مومن مومن کا بھائی ہے اس لیے جائز نہیں ہے کہ دوسرے بھائی کی خریدی ہوئی چیز کو خرید لے اور کسی دوسرے مومن کے سودے پر خود سودے کی گفتگو کرے یہاں تک کہ وہ خود چھوڑ دے تو الگ بات ہے۔

مومن کا قتل بہت بڑا گناہ ہے:

عن عبد اللہ بن عمر و بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم والذی نفسی بیدہ لقتل مؤمن اعظم عند اللہ من زوال الدنیا۔

(النسائی ج 2 ص 145)

حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے زوال سے بھی برا ہے۔

کامل ایمان:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکمل المومنین ایماناً احسنہم خلقا رواہ ابوداؤد والدارمی۔

(مشکوۃ شریف ص 432)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کامل ایمان کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے لیے دوستی کرو اور دشمنی کرو اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھو عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس کے سوا اور کیا ہے فرمایا لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرو وہ ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔

(مشکوۃ شریف ص:16)

حضرت وہب بن منبہ سے عرض کیا گیا کہ کیا کلمہ لا الہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں فرمایا ہاں لیکن کوئی چابی دندانہ کے بغیر نہیں ہوتی تو اگر دندانہ والی چابی لے کر آؤ گے تو تمہارے لیے دروازہ کھلے گا ورنہ نہیں۔

(مشکوۃ شریف ص:16)

میرے دینی بھائیو! کیا ہی اچھی مثال ہے یعنی کلمہ طیّبہ چابی ہے اور ارکان اسلام روزہ وغیرہ اس کے دندانے ہیں جیسے چابی میں دندانے کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی مسلمانوں کے لیے ارکان اربعہ ضروری ہیں۔

مومن کی تعریف:

مومن کی تعریف میں اجمالاً اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ مومن وہ ہے جس میں صفت ایمان پائی جائے مگر یہ مختصر تعریف معنوی لحاظ سے جامع و مانع ہونے کے باوجود پوری طرح تشفی خاطر نہیں کرتی اس بنا پر یہاں قدرے تفصیل میں جانے کی ضرورت ہے قرآن کریم میں مومن کی تعریف

میں ایک جامع ترین آیت مقدسہ نازل ہوئی ارشاد باری تعالی ہے۔

,, انّما المؤمنون الّذین آمنوا باللہ و رسولہ ثمّ لم یرتابو او جاھدو اباموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصّدقون

(الحجرات 49-15)

مومن تو وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں مال اور جان کو خرچ یہی لوگ ایمان میں سچے ہیں

(کنز الایمان)

اس آیت میں حسب ذیل نکات قابل غور ہیں (کلمہ حصر انّما) اس آیہ کریمہ کے آغاز میں انّما کا لفظ آیا ہے وہ کلمہ حصر ہے اور اس کا ترجمہ (اس کے سوانھیں) کیا جاتا ہے مگر عربی کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ کلمہ انما میں حصر یعنی جمعیت کے جو معنی پائے جاتے ہیں وہ اس کا حصہ ہیں اس کلمہ کو آیہ کریمہ کے آغاز میں لانے سے یہ مفہوم نکلے گا کہ مومن فقط وہی ہیں جن میں آگے بیان شدہ اوصاف اور خصوصیات پائے جائیں۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان:

اس کلمہ، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے، کو دوسری صفات سے مقدم کیا گیا جس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان میں ان کی حیثیت اساسی اور بنیادی نوعیت کی ہے اور دوسری بات یہاں یہ یاد رکھنی چاہیے کہ سورہ بقر میں پانچ باتوں پر ایمان لانے کو ایمان کہا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے ولکنّ البرّ من آمن باللہ والیوم الآخر والملٰئکۃ والکتٰب والنّبیین۔

(البقرۃ 2--187)

بلکہ نیکی یہ ہے کہ خدا اور روز آخرت پر اور فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔

(کنزالایمان)

اسی کو اساس سمجھتے ہوئے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایمانیات کی تعداد اور بڑھادی ہے امام صاحب فرماتے ہیں:

یجب ان یقول آمنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ والبعث بعد الموت والقدر خیرہ و شرّہ من اللہ تعالی والحساب والمیزان والجنّۃ والنّار حق۔

(الفقہ الاکبر ص 11 تا 14)

یہ کہنا ضروری ہے کہ میں ایمان لایا اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد اٹھنے پر اور اللہ کی طرف سے اچھی اور بری تقدیر پر کہ حساب کتاب اور میزان اور جنت و دوزخ حق ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ امام صاحب کے اس فرمان کا ماخذ قرآن کریم کی محولہ بالا آیت اور حدیث جبریل ہی ہے فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے ورنہ جس طرح کلمہ طیبہ کے دو جملوں میں جو متن میں آیت کے عین مطابق ہیں پورا دین سمٹ آتا ہے اس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کے ذکر میں در حقیقت پورا اسلام مذکور ہے اور ان پر ایمان رکھنے میں شامل ہے۔

تین آداب ایمان:

ایمان کے تین آداب کیا ہیں جن کی بجا آوری کو ایک مومن کے لیے لابدی اور ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ان کو ہم باری باری بیان کریں گے۔

پہلا ادب:

ایمان کا پہلا ادب یہ ہے کہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد زندگی کو ایک مکمل اکائی اور ایسا کل سمجھا جائے جس کے اجزا ایک دوسرے سے جدا نہیں (ایمان) زبانی اقرار اور دلی تصدیق کے بعد مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے جملہ احوال پر اسلام کو اس طرح حاوی کرے کہ زندگی کلیتہً مشرف بہ اسلام ہو جائے اور اس کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہ جائے جس پر کفر کی پرچھائیاں پڑی رہیں۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ایسا مطلق نہیں ہونا چاہیے کہ زندگی کا ایک حصہ ایمان اور دوسرا حصہ کفر سے متشکل ہو، یہ صورت حال گویا ایمان اور کفر کے اجتماع کی غمّاز ہوگی، جسے قرآن کریم کی اصطلاح میں منافقت سے تعبیر کیا گیا ہے پس ایمان کے پہلے ادب کا تقاضا یہ ہوا کہ زندگی پر ایمان کو مکمل طور پر جاری وساری اور حاوی کرلیا جائے اور اس کا کوئی گوشہ کفر سے داغ دار نہ رہے، ایمان کے باطن میں نفوذ و اسلام کے زندگی پر نفاذ سے کوئی پہلو ایمان و اسلام کے فیوض و برکات سے محروم نہ رہے۔

دوسرا ادب:

ایمان کا دوسرا ادب اس بات کا مقتضی ہے کہ ہم بھولے سے بھی ان چیزوں کے قریب نہ بھٹکیں جن پر قرآن اور شارع اسلام نے قدغن لگا دی ہے۔

وہ باتیں جن کو شریعت نے واضح طور پر حرام قرار دیا ہے ان کے ارتکاب سے ظاہراً اور باطناً اجتناب برتنا دوسرے ادب و ایمان کا تقاضا ہے حلال وحرام کی تمیز پوری زندگی میں اس طرح کارفرما ہو کہ کفر اور منافقت کا

کوئی شائبہ نہ رہے اور دنیاوی زندگی کے تمام معاملات اس طرح اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھل جائیں کہ ظاہر ہر قسم کے تضاد اور التباس سے پاک ہو جائے، یہ ایمان کا دوسرا ادب ہے۔

تیسرا ادب:

ایمان کا تیسرا ادب اس بات کی کھوج لگانا اور اس پر کاربند رہنا ہے کہ وہ کونسا اسلام ہے جس کو پوری زندگی پر حاوی اور نافذ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کیا وہ اسلام انسانی عقل و دانش کا تراشیدہ اور فہم و تدبیر انسانی کا واضح کردہ ہے جس کا معیار ذاتی پسند اور ناپسند کے تحت ہمہ وقت تغیر پذیر ہے۔

ایمان کی پرکھ:

زبان سے ایمان کے اقرار اور عقیدے کی سطح پر دل سے اس کی تصدیق کے دعوی سے اس بات کی جانچ پڑتال اور پرکھ مطلوب ہے کہ آیا جس قسم کا انقلاب ایمان کے اقرار و تصدیق کے بعد تمہارے اندر آنا چاہتا ہے وہ برپا ہوا ہے یا نہیں۔ اگر تمہاری زندگی اس انقلاب سے آشنا ہوگئی تو لامحالہ اس کے اثرات تمہارے اندر ظاہر و باطن پر ہر قسم ہوں گے اور تمہاری زندگی کے احوال یکسر بدل جائیں گے اگر اسلام کے بعد بھی تمہاری زندگی پر کفر و منافقت کی وہی پیوست چھائی رہی تو جان لیجیے کہ نام ونہاد ایمان کے اقرار و تصدیق کا دعوی سچا نہیں اور تمہارا کوئی عمل اللہ کے ہاں مقبول نہیں، اللہ کی ذات تمہارے دعوی ایمان کو نہیں بلکہ حقیقی ایمان کو دیکھنے کی آرزومند ہے جو تمہارے افعال و اعمال سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔

بقول غالب ؎

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

مادر علمی: جامعہ صدیقیہ (سوجا شریف)

ساکن: راول کا تلا ہر پالیہ باڑمیر

☆فضیلت علم وعلما☆

از:علم الدین صدیقی بن الحاج مولانا نورمحمد صاحب
متعلم جماعت سابعہ

الحمدللہ رب العالمین وعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین وعلی آلہ واصحابہ الکریم امابعدفاعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یرفع اللہ الذین اٰمنوامنکم والذین اوتواالعلم درجات۔

(سورہ مجادلہ 11)

اس سلسلہ میں بہت ہی کثرت سے احادیث وارد ہیں چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی جس شخص سے بھلائی کاارادہ فرماتاہے اسے دین کی سمجھ فرماتاہے اوراسے راہ راست کی ہدایت فردیتا ہے، نیز ارشادگرامی ہے کہ علما، انبیائے کرام علیہم السلام کےوارث ہیں اور یہ بدیہی بات ہے کہ انبیائے کرام سے بڑھ کرکسی کارتبہ نہیں اورانبیائے کرام کےوارثوں سے بڑھ کرکسی وارث کامرتبہ نہیں ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ سب لوگوں سے افضل وہ مومن عالم ہے کہ جب اس کی طرف رجوع کیاجائےتووہ نفع دےاورجب اس سے بے نیازی برتی جائےتووہ بھی بے نیاز ہوجائے، نیزارشادفرمایاکہ مرتبہ نبوت سے،سب سے، زیادہ قریب ،علمااورمجاہدین ہیں، علمااس لیے کہ انھوں نے رسولوں کے پیغامات کولوگوں تک پہنچایاہےاورمجاہدین اس لیے کہ انھوں نے انبیائے کرام کے احکامات کوبزورشمشیرپوراکیااوران کےاحکامات کی پیروی کی مزیدارشادہےکہ پورےقبیلہ کی موت ایک عالم کی موت سےآسان ہےاورفرمایا: قیامت کےدن علماکی سیاہی کی دواتیں

شہدا کے خون کے برابر تولی جائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے، مزید فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے (1) علم کو چھوڑ دینا (2) مال کو جمع کرنا اور ارشاد فرمایا کہ عالم بن، یا متعلم بن، یا علمی گفتگو سننے والا بن، یا علم سے محبت کرنے والا بن اور فرمایا پانچواں نہ بن یعنی (علم سے بغض رکھنے والا) کہ تو ہلاک ہو جائے گا اور فرمایا کہ تکبر علم کے لیے بہت بڑی مصیبت ہے۔

فضیلت علم اور قرآن کریم:

(1) وقل رّبّ زدنی علماً۔ (سورہ طٰہٰ 113)

اور تم عرض کرو! اے میرے رب مجھے علم زیادہ عطا کر۔

(2) ھٰانتم ھٰؤلآء حاججتم فیما لکم بہ علم فلم تحا جّون فیمالیس لکم بہ علم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ (سورہ آل عمران 65، پ 3)

سنو! تم وہی لوگ ہو جو ان باتوں میں جھگڑتے رہے ہو جن کا تمھیں کچھ نہ کچھ علم تھا، مگر ان باتوں میں کیوں تکرار کرتے ہو جن کا تمہیں (سرے سے) کوئی علم نہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

(2) فلنقصنّ علیھم بعلم ۔ ترجمہ: پھر ہم ان پر علم کے ساتھ ضرور بیان کریں گے۔ (سورہ اعراف 7)

(3) ولقد جئناھم بکتاب ففصلناہ علی علم۔ (سورہ اعراف 52)

ترجمہ: اور بے شک ہم ان کے پاس کتاب لائے جس میں ہم نے اپنے علم سے واضح کر دیا۔

(4) وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً۔ (بنی اسرائیل 85)

ترجمہ: جس قدر تمھیں علم کا حصہ دیا گیا ہے درحقیقت وہ بہت تھوڑا ہے۔

فضیلت علما اور قرآنی آیات:

(1) یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔

(سورہ مجادلہ 11)

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے نیز اہل علم کے درجات کو اللہ تعالی بلند فرمائے گا۔

اور اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: علماے کرام عام مومنوں سے سات سو درجے بلند ہوں گے ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔

(2) قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔

(سورہ زمر 28)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے کہ کیا اہل علم اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔

(3) انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔

(سورہ فاطر 28)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی سے اس کے بندوں میں سے علما ہی ڈرتے ہیں۔

(4) قل کفی باللہ شھیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب۔

(سورہ رعد 43)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالی میرے اور تمہارے درمیان بطور گواہ کافی ہے نیز وہ لوگ جن کے پاس علم ہے۔

(5) بل ھو اٰیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم۔

(سورہ عنکبوت 49)

بلکہ وہ روشن آیات ہیں جو ان لوگوں کے سینے میں ہیں جن کو علم دیا گیا۔

فضیلت علم اور احادیث مصطفویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

(1) عن کثیر بن قیس قال کنتُ جالسا مع ابی الدّردآء فی مسجد دمشق فجاءہ رجل فقال یا ابا الدرداء انّی جئتک من مدینۃ الرّسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحدیث بلغنی انّک تُحدّثہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما جئتُ لحا جۃٍ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من سلک طریقاً یطلب فیہ علماً سلک اللہ بہ طریقاً من طرق الجنّۃ و انّ الملائکۃ لتضع اجنحتھا رضاً لطالب العلم و انّ العالم لیستغفر لہ من فی السّموات و من فی الارض والحیتان فی جوف الماء و انّ فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب و انّ العلماء ورثۃ الانبیاء والانبیاء لم یُورّثوا دیناراً ولا درھماً و انّما ورّثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظٍ وافرٍ۔

(مشکوۃ شریف کتاب العلم۔ج 1 ص 33-34)

حضرت کثیر بن قیس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودردا رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس مسجد دمشق میں بیٹھا ہوا تھا، تو حضرت ابودردا رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آکر کہا کہ اے ابودردا! میں آپ کی خدمت میں مدینۃ الرّسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہوں ایک حدیث کے لیے جس کے متعلق مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں صرف اسی کام کے لیے آپ کی خدمت میں آیا ہوں اس پر حضرت ابودردا رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص دینی علوم میں سے کسی علم کی تلاش کے لیے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالی اسے بہشت کے راستوں میں سے کسی راستے پر چلائے گا اور بیشک فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لیے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور بیشک عالم دین کے لیے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں بخشش طلب کرتی ہیں اور بیشک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور بیشک علما انبیا کرام کے وارث ہیں اور بیشک انبیا کرام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا وہ تو اپنے پیچھے علم ہی کی وراثت چھوڑ جاتے ہیں اور جس نے یہ علم حاصل کر لیا اس نے دینی سعادتوں کا مکمل حصہ پالیا۔

(2) انّ الحکمۃ تزید الشریف شرفاً وترفع المملوک حتّی یدرک مدارک الملوک۔ (کنز العمال ج 10 ص 63)

بیشک علم معزز کی عزت کو بڑھاتا ہے اور غلام کو اس قدر بلندی عطا فرماتا ہے کہ وہ بادشاہوں کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔

(3) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنھا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من خرج فی طلب العلم کان فی سبیل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتّٰی یرجع رواہ الترمذی وحسّنہ والطبرانی۔

(ترمذی شریف باب فضل طلب العلم، ج 2 ص 93)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حصول علم کے لیے نکلا وہ اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ واپس لوٹ نہیں آتا۔

(4) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من تعلّم علماً مّما یبتغی بہ وجہ اللہ لا یتعلّمہ الا لیصیب بہ عرضاً من الدّنیا لم یجد عرف الجنّۃ یوم القیامۃ یعنی ریحھا رواہ ابوداؤد وابن ماجہ۔

(ابوداؤد شریف، کتاب العلم، باب طلب العلم لغیر اللہ تعالی ج 2 ص 515)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے طلب دنیا کے لیے وہ علم حاصل کیا جس سے اللہ تعالی کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے تو قیامت کے روز وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

(5) العلم علمان فعلم ثابت فی القلب فذاک العلم النافع و علم فی اللّسان فذالک حجّۃ اللہ علی عبادہ۔ (کنز العمال ج 10 ص 79)

علم دو طرح کے ہیں: ایک علم دل میں راسخ ہوتا ہے وہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر جاری ہوتا ہے پس یہ علم حجۃ اللہ ہے بندوں پر یعنی (اگر صحیح عمل نہیں کرے گا تو یہ ان کے خلاف گواہ ہوگا۔

(6) فضل العلم احبّ الیّ من فضل العبادۃ۔

(کنز العمال ج 10 ص 67)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا علم کی زیادتی مجھے عبادت کی زیادتی سے زیادہ محبوب ہے۔

(7) لکلّ شئٍ طریق وطریق الجنّۃ العلم۔

(کنز العمال ج 10 ص 68)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔

(8) عن جریرٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سنّ فی الاسلام سنّۃ حسنۃً فعمل بھا بعدہ کُتب لہ مثل اجر من عمل بھا ولا ینقص من اجورھم شئ و من سنّ فی الاسلام سنّۃ سیّئۃ فعمل بھا بعدہ کتب علیہ مثل وزر من عمل بھا ولا ینقص من اوزارھم شئ۔ (مسلم شریف کتاب العلم ج 2 ص 341)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی ایسی اچھی بات رائج کی جس کی بعد میں پیروی کی گئی تو لکھا جائے اس کے لیے اس شخص کے اجر کے برابر جو اس پر عمل کرے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص رائج کرے اسلام میں کوئی ایسی بری چیز جس کی بعد میں پیروی کی جائے تو لکھا جائے گا ہر اس شخص کے گناہ کے مثل جو اس پر عمل کرے گا اور ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(9) خیر سلیمان بین المال و الملک و العلم فاختار العلم فاعطی الملک والمال لاختیارہ العلم. (کنز العمال ج 10 ص 66)

حضرت سلیمان علیہ السلام مال، سلطنت اور علم کے درمیان اختیار دیئے گئے تو انھوں نے علم کو پسند فرمایا تو علم اختیار کرنے کے سبب سلطنت اور مال سے بھی سرفراز کیئے گئے۔

(10) علیکم بالعلم فانّ العلم خلیل المؤمن۔ (کنز العمال ج 10 ص 67)

علم کو لازم پکڑو اس لیے کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے۔

(11) من صار با العلم حیاً لم یمت ابداً.

(حاشیہ ھدایہ ج 1 ص 2)

جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مرے گا۔

فضائل علمائے دین اور احادیث کریمہ:

(1) عن معاویۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعتُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول

من یّرد اللہ بہ خیراً یُفقّھہ فی الدّین و انّما انا قاسم واللہ یعطی متّفق علیہ وھذا لفظ

البخاریؒ۔ (بخاری شریف کتاب العلم ج 1 ص 16)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور میں تو بس تقسیم کرنے والا ہوں جب کہ دیتا اللہ تعالی ہے۔

(2) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یقول انّ الدّنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الّا ذکر اللہ وما والاہُ وعالم او متعلّم رواہ

الترمذیؒ۔

(ترمذی شریف کتاب الزھد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج 2 ص 58)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ کا ذکر اور اس کا دم بھرنے والے اور عالم اور طالب علم ان تین قسموں کو چھوڑ کر بقیہ دنیا و مافیہا سب ملعون ہیں۔

(3) عن ابی امامۃ الباھلیؒ رضی اللہ تعالی عنہ قال ذکر لرسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلان احدھما عابد والآخر عالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل العالم

علی العابد کفضلی علی ادناکم ثمّ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انّ اللہ وملائکتہ واھل

السّمٰوات والارضین حتّی النّملۃ فی جحرھا وحتّی الحوت لیُصلّون علی معلّم

الناس الخیر رواہ الترمذی۔

(ترمذی شریف، کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج 2 ص 98)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عابد پر عالم کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے ایک ادنی (صحابی) پر ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے (تمام) زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے دعا مانگتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔

(4) عن ابن عباسٍ رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیہ واحد اشدّ علی الشیطان من الف عابد (رواہ الترمذی و ابن ماجہ) وفی روایۃٍ ولکلّ شئٍ عماد وعماد ھذا الدّین الفقہ۔رواہ الطبرانی والبیھقی۔

(ترمذی شریف، کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج 2 ص 97)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت اور بھاری ہے۔ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ ہر ایک شئ کا ستون ہوتا ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے۔

(5) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انّ مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السّماء یھتدی بھا فی ظلمٰت البرّ و البحر فاذا انطمست النّجوم او شک او تضلّ الھداۃ رواہ احمد باسنادہ و الدّیلمی۔

(کنز العمال ج 10 ص 65)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علمائے کرام زمین میں ستاروں کی طرح ہیں جن کے ذریعے بحر و بر کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور جب ستارے غروب ہو جائیں گے تو رہنمائی حاصل کرنے والے مسافر بھٹک جائیں یعنی (علمائے کرام نہیں ہوں گے تو عوام گمراہ ہو جائے گی)

(6) عن الحسن رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من جاءہُ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ و بین النّبیین درجة واحدة فی الجنّة. (مشکوة شریف ج 1 ص 36)

حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا جس شخص کو علم حاصل کرتے کرتے موت آجائے اور وہ شخص علم کی طلب اس لیے رکھتا ہو کہ وہ اسلام کو زندہ کرے اور وہ یہ طلب رکھتا ہوا فوت ہو جائے پس اس کے اور نبیوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہو گا۔

(7) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھل تدرون من اجود جوداً قالوا اللہ و رسولہ اعلمُ قال اللہ تعالی اجود جوداً ثم انا اجود بنی آدم و اجود من بعدی رجل علم علماً فنشرہ۔

(مشکوة شریف ص 37)

حضرت بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بڑا سخی کون ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے پھر تمام اولاد آدم میں سب سے بڑا سخی میں ہوں اور میرے بعد بڑا سخی وہ ہے جس نے علم حاصل کیا اور اس کو پھیلایا۔

(8) عن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر کم او افضل کم من تعلم القرآن و علمه هذا حدیث حسن صحیح۔

(ترمذی شریف ج 2 ص 118)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے یا تم میں سے زیادہ افضل وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور قرآن سکھایا۔

(9) عن ابی هریرة رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من رجل یسلک طریقاً یطلب فیه علماً الا سهل اللہ له به طریقا الی الجنة ومن ابطابه عمله لم یسرع۔

(ابوداؤد شریف، کتاب العلم ج 2 ص 513)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ایسے راستے پر چلے جس میں وہ علم طلب کرتا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے اس کے ذریعے جنت کے راستے کو آسان فرما دے گا جس کو عمل نے پیچھے چھوڑ دیا اس کو نسب بلند نہیں کرے گا۔

(10) اتبعوا العلماء فانهم سرج الدنیا و مصابیح الآخرة۔

(کنز العمال ج 10 ص 75)

علما کی اتباع کرو کیونکہ وہ دنیا کے سورج اور آخرت کے چراغ ہیں۔

(11) طالب العلم افضل عند اللہ تعالی من المجاهد فی سبیل اللہ۔

(کنز العمال ج10 ص62)

علم طلب کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے۔

ے رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغ ☆ اولاد سے تو بس یہی دو چار پشت

☆ اقوالِ زرّین ☆

فضیلت علم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:

(1) علم عظیم طاقت ہے ایک عالم میں ایک لاکھ جاہلوں کے برابر طاقت ہوتی ہے۔

(2) علم ایک ایسا پودا ہے جسے دل و دماغ کی سرزمین میں لگانے سے عقل کے پھل لگتے ہیں۔

(3) عالم کا ورثہ ہر ملک ہر شہر میں ہے۔

(4) عالم کا سونا جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔

(5) جس آدمی میں علم نہیں وہ آدمی نہیں جانور ہے جس گھر میں کوئی علم والا نہیں وہ گھر نہیں جانوروں کا ڈربہ ہے اور جس ملک میں علم کا رواج نہیں وہ ملک نہیں جانوروں کا جنگل ہے۔

(6) جو شخص علم حاصل کرنا چاہے تو وہ پہلے یہ طے کرے کہ علم حاصل کرنے کا اس کا مقصد کیا ہے اگر صرف فخر و مباہات اور نام و نمود کے لیے پڑھتا ہے تو یہ خود اپنا دشمن ہے اور اگر علم سے جہالت دور کرنا دوسروں تک پہنچانا مقصد ہے اور خدائے تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود ہے تو سبحان اللہ۔

(7) جو شخص صرف دنیا کے لیے علم سیکھتا ہے علم اس کے دل میں جگہ نہیں پکڑتا۔

(8) علم چاہے جتنا حاصل ہو جائے اسے تھوڑا خیال کرو ہمہ دانی کا دعوی چھوڑ دو عاجزی اختیار کرو۔

(9) عالم بے عمل اس گِدھ کی مانند ہے جو اڑتا تو آسمان پر ہے مگر ہمہ وقت اس کی نظر زمین پر پڑی مردار پہ ہوتی ہے۔

(10) جب کسی برتن میں کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ بھر کر تنگ ہو جاتا ہے سوائے علم کے برتن کے یعنی انسانی سینہ کہ اس میں جس قدر زیادہ ڈالتے جاؤ تو وہ اتنا ہی پھیلتا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کسی نے پوچھا کہ علم افضل ہے یا دولت آپ نے فرمایا:

علم دولت سے افضل ہے کیونکہ دولت قارون وفرعون کو بھی ملتی ہے اور علم پیغمبروں کو ملتا ہے۔

انسان کو دولت کی حفاظت کرنی پڑتی ہے مگر علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

دولت کو چرا سکتے ہیں اور علم کو چرا نہیں سکتے۔

دولت کی حد ہوتی ہے علم کی کوئی حد نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

ایک عالم رات بھر کھڑے رہنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے مجاہد سے افضل ہے۔

عالم فوت ہو جاتا ہے تو اسلام میں ایسا رخنہ پیدا ہوتا ہے جسے اس کا کوئی نائب ہی پُر کر سکتا ہے۔

صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

فخر کے لائق صرف اہل علم ہیں وہ خود ہدایت پر ہیں اور ہدایت چاہنے والوں کے لیے راہنما ہیں۔

ہر شخص کے لیے وہی چیز قدر کا باعث ہے جو اسے حسن عطا کرتی ہے۔

جاہل لوگ علما کے دشمن ہیں۔

علم کے ساتھ کامیابی حاصل کرو اس کے ذریعے ہمیشہ زندہ رہو گے۔

باقی لوگ مردہ ہیں اور علما زندہ ہیں۔

اور ابوالاسود کہتے ہیں:

علم سے زیادہ قابل عزت کوئی چیز نہیں۔

بادشاہ لوگوں پر حکمران ہیں اور علما حکمرانوں پر حکمراں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ انسان کون لوگ ہیں انھوں نے فرمایا علمائے کرام، پوچھا گیا بادشاہ کون لوگ ہیں فرمایا پرہیز گار، پوچھا گیا بے وقوف کون لوگ ہیں فرمایا وہ لوگ جو دین کے ذریعے دنیا کماتے ہیں۔

انھوں نے (عبداللہ بن مبارک) غیر عالم کو انسانوں میں شمار نہیں کیا کیونکہ جس خصوصیت کے ذریعے انسان تمام جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے وہ علم ہے۔ پس انسان اس وصف کے ذریعے انسان ہوتا ہے جس کے باعث اس کو عزت حاصل ہوتی ہے اور یہ (اعزاز) اس کی شخصی قوت کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اونٹ اس سے زیادہ طاقتور ہے اور نہ ہی جسم کے بڑا ہونے کی وجہ سے کیونکہ ہاتھی جسمانی طور پر اس سے بڑا ہے اور نہ بہادری کی وجہ سے کیونکہ درندے اس سے زیادہ بہادر ہیں اور نہ ہی زیادہ

کھانے کی وجہ سے کیونکہ بیل کا پیٹ اس کے پیٹ سے زیادہ کشادہ ہے نہ صحبت و جماع کی وجہ سے کیونکہ معمولی چڑیا بھی صحبت و جماع کے معاملے میں اس سے زیادہ ہے بلکہ وہ تو یعنی (انسان) صرف علم ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

ہے علم لازوال بے مثال خزانہ ☆ نہ ہوگا علم دین تو روئے گا زمانہ

دعا: آؤ! مولی تعالی کی بارگاہ میں عریضہ پیش کریں:

آیئے !مل کر دعا کریں کہ مولی تعالی ہم سب کو علم دین سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یارب قدیر! ہم زندگی کی آخری سانس تک علم سیکھنے اور سکھانے میں مصروف رہیں۔

رب العلمین !علم کی برکت وفیض سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔

بارالہا!علم کی فضیلت کو سارے انسانوں میں عام فرمادے۔

حق تعالی !عظمت علم کی بیش بہا دولت ہمیں نصیب فرما۔

رب کریم !تصوف و معرفت کا ایسا علم ہمیں عطا فرما جو ہم میں خوف خدا پیدا فرمائے۔

کریم تعالی !ایسا علم بخش دے جو ہم سب کے لیے ذریعہ نجات ہو۔

مولائے کریم !وہ علم دے جو ہماری دنیا و آخرت دونوں میں فتحیابی و کامرانی بخشے اور ہمارے لیے علم نافع ثابت ہو۔

آمین ثم آمین

مصادر و مراجع:

(1) قرآن مجید

(2) بخاری شریف (ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن مغیرہ 194، 256 ھ / 810، 870ء) فاروقیہ بکڈ پو 422 مٹیا محل جامع مسجد دھلی۔

(3) مسلم شریف (مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری نیسا پوری 206، 261 ھ/ 821، 875ء) رضا اکیڈمی بمبئی۔

(4) ترمذی شریف (ابو موسی محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن اضحار سلمی 210، 279 ھ/ 825، 292ء) مکتبہ اشرفیہ دیو بند۔

(5) سنن ابو داؤد شریف (سلیمان بن اشعث سجستانی 202، 275 ھ/ 817، 889ء) مکتبہ اشرفیہ دیو بند۔

(6) مشکوۃ المصابیح شریف (ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی۔ 741 ھ) فاروقیہ بکڈ پو 422 مٹیا محل جامع مسجد دھلی۔

(7) کنز العمال (علامہ علاؤالدین علی متقی بن حسام الدین ہندی۔ م 975 ھ) مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر اردو بازار لاہور۔

(8) الہدایہ (شیخ الاسلام برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر فرغائی مرغینانی علیہ الرحمہ 511 ھ 593ء) مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یوپی۔

مادر علمی: جامعہ صدیقیہ سوجا شریف باڑمیر الہند

ساکن: سوجا شریف تحصیل سیڑوا ضلع باڑمیر راجستھان

☆مسواک کی فضیلت☆

عبدالرحیم صدیقی بن محمد عثمان
متعلم جماعت سابعہ

الحمد للہ رب العلمین و العاقبۃ للمتّقین و الصّلوۃ و السّلام علی سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

امّا بعد

فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم. لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ. صدق اللہ العظیم.

مسواک شریف تاجدار مدینہ ﷺ کی بہت ہی پیاری سنت مبارکہ ہے گھر میں داخل ہوتے ہوئے، سونے سے قبل، سو کر اٹھیں اس وقت نیز جب بھی منہ میں بدبو ہو جائے اس کو دور کرنے کے لیے مسواک کرنا سنت ہے اور وضو میں مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

(1) عن مقدام بن شریح عن ابیہ قال قلت لعائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا بایّ شیءٍ کان النّبیّ ﷺ یبدا اذا دخل بیتہ قالت بالسّواک۔

(مسلم شریف ج 1 ص 128)

حضرت مقدام بن شریح رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انھوں نے روایت کی اپنے والد سے انھوں نے فرمایا میں نے عرض کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ حضور ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو سب پہلے کونسا کام کرتے تو آپ نے فرمایا مسواک سے ابتدا کرتے۔

(2) عن عائشۃ انّھا قالت کان النّبی ﷺ یستاک فیعطنی السّواک

لا غسله فابرا به فاستاک ثم اغسله وادفعه الیه۔

(سنن ابوداؤد شریف ج 1 ص 8)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کرتے تھے پھر مجھے دیتے تا کہ میں اس کو دھوؤں پھر میں اس کو استعمال کرتی برکت کے طور پر پھر میں اس کو دھوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتی۔

(3) عن ابی موسی قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یستاک وطرف التسواک علی لسانه۔

(سنن کبریٰ، باب فضل السواک ج 1 ص 56)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا میں داخل ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک فرمارہے تھے اور مسواک کا کنارہ آپ کی زبان پر تھا۔

(4) عن عائشة رضی اللہ تعالی عنها ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال التسواک مطهرة للفم ومرضاة للرب۔

(سنن کبری، باب فضل التسواک ج 1 ص 55)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کو پاک کرنے اور رب کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔

(5) عن انس رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثرت علیکم فی التسواک۔

(سنن کبری، باب فضل التسواک ج 1 ص 57)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں تم کو سختی سے مسواک کا حکم دیتا ہوں۔

(6) عن التمیمی قال سالت ابن عباس عن السواک فقال مازال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یامرنا بہ حتی خشینا ان ینزل علیہ فیہ۔

(سنن کبری، باب فضل السواک ج 1 ص 57)

حضرت تمیمی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مسواک کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس کا حکم دیتے رہتے یہاں تک کہ ہم نے خوف کھایا کہ کہیں آپ پر اس کے تعلق وحی نازل ہو نازل ہو۔

(7) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لولا ان شق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کلّ وضوءٍ۔

(سنن کبری، باب الدلیل ان السواک سنۃ لیس بواجب، ج 1 ص 57)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر بھاری نہ ہوتا تو میں انھیں وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(8) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر من الفطرۃ قصّ الشّارب واعفاء اللحیۃ و السواک والاستنشاق بالماء و قصّ الاظفار و غسل البراجم ونتف الابط و حلق العانۃ و انتقاص الماء قال مصعب و نسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضۃ۔

(سنن کبری، باب الدلیل ان السواک سنۃ لیس بواجب، ج 1 ص 59)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں سنت ہیں موچھوں کو کاٹنا، داڑھی کو بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخنوں کو کاٹنا جوروں (مفاصل) کو دھونا، بغل کے بال کاٹنا، موئے زیر ناف کاٹنا، پانی سے استنجا کرنا مصعب نے فرمایا دسویں چیز کو میں بھول گیا مگر یہ کہ وہ کلی کرنا تھا۔

(9) عن شریح قال سالت عائشۃ قلت اخبرنی بای شئ یبدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل علیک قالت کان یبدا بالسواک۔

(کنز العمال ج 10-9 ص 202)

حضرت شریح رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے پوچھا ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو کہ آپ مجھے خبر دیجئے کہ کونسی چیز سے شروعات فرماتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کے پاس داخل ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا آپ مسواک سے شروعات فرماتے۔

(10) عن حذیفۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قام یتہجد یشوص فاہ بالسواک۔

(مسلم شریف ج 1 ص 128)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تہجد کے لیے رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف فرماتے۔

(11) عن عبد الرحمن السلمیؒ قال امر علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان العبد اذا تسوک ثم قام الملک خلفہ یستمع القرآن فلا یزال عجبہ

بالقرآن یدنیه منه حتی یضع فاه علی فیه فما یخرج من فیه شئ من القرآن الا صار فی جوف الملک فطھروا افواھکم۔

(کنز العمال ج 1 ص 203 مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر اردو بازار لاہور)

حضرت عبد الرحمن سلمی سے مروی انھوں نے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے قرآن کو سنتا ہے پس اس کی خوشی ہمیشہ رہتی ہے قرآن سے وہ اس کے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنا منہ رکھتا ہے اس کے منہ پر پس نہیں نکلتی اس کے منہ سے کوئی چیز قرآن سے مگر وہ فرشتہ کے پیٹ میں جاتی ہے پس تم پاک کرو اپنے منہ کو۔

مسواک کی برکتیں:

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ طحطاوی میں فرماتے ہیں کہ مسواک شریف کے دوسرے فضائل جو ائمہ کرام نے حضرت علی اور حضرت عطا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے نقل کیے وہ یہ ہیں۔

(1) مسواک شریف کو لازم کرلو اس سے غفلت نہ کرو اس کو ہمیشہ کرتے رہو کیونکہ اس میں رب کی رضا ہے۔

(2) اس سے ایک نماز کا ثواب ننا نوے (99) یا چار سو (400) گنا بڑھ جاتا ہے۔

(3) ہمیشہ مسواک کرتے رہنے سے روزی میں آسانی اور برکت رہتی ہے۔

(4) دردسر دور ہوتا ہے اور سر کی تمام رگوں کو سکون ملتا ہے یہاں تک کہ کوئی ساکن رگ حرکت نہیں کرتی اور کوئی حرکت کرنے والی رگ ساکن نہیں ہوتی۔

(5) معدہ کو درست کرتی ہے۔

(6) انسان کو فصاحت (خوش بیانی) عطا کرتی ہے۔

(7) جسم کو توانائی بخشتی ہے۔

(8) حافظہ (قوت یادداشت) کو تیز کرتی ہے۔

(9) نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(10) فرشتے خوش ہوتے ہیں اور اس کے چہرے کے نور کی وجہ سے اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔

(11) جب وہ مسجد سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے پیچھے چلتے ہیں۔

(12) انبیا و رسل اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

(13) مسواک شیطان کو ناراض کرتی ہے اور دھتکارتی ہے۔

(14) کھانا ہضم کرتی ہے۔

(15) بچوں کی پیدائش بڑھاتی ہے۔

(16) بڑھاپا دیر میں آتا ہے۔

(17) حرارت کو بدن سے دور کرتی ہے۔

(18) پیٹھ کو مظبوط کرتی ہے۔

(19) بدن کو اللہ تعالی کی اطاعت کے لیے فرصت دیتی ہے۔

(20) نزع میں آسانی اور کلمہ شہادت یاد دلاتی ہے۔

(21) قیامت میں نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دلاتی ہے۔

(22) پل صراط سے بجلی کی طرح گزار دے گی۔

(23) حاجات پوری ہونے میں اس کی امداد کی جاتی ہے۔

(24) اس کی قبر کو فراخ کر دیا جاتا ہے۔

(25) قبر میں آرام وسکون پاتا ہے۔

(26) مسواک کا عادی کبھی مسواک بھول جاتا ہے تو بھی اجر لکھ دیا جاتا ہے۔

(27) اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں

(28) فرشتے کہتے ہیں کہ یہ انبیاے کرام کی پیروی کرنے والا ہے۔

(29) انبیا علیہم السلام کے طریقے پر چلنے والا ہے۔

(30) ہر دن ان کی راہنمائی مانگنے والا ہے۔

(31) مساک کرنے والے کے لیے جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

(32) دنیا سے پاک وصاف ہو کر رخصت ہوتا ہے۔

(33) ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے دوستوں کی شکل میں بلکہ ایک روایت کے مطابق ایسی شکل میں آتے ہیں جس شکل میں انبیا علیہم السلام کی روح قبض کرتے ہیں۔

(34) مسواک کرنے والا اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا جب تک مدینے کے تاجور ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک حوض سے جام کوثر نہ پی لے۔

(35) سب سے بڑھ کر یہ فائدہ ہے اس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور منہ کی صفائی ہوتی ہے۔

ایمان افروز حکایت:

ایک بار حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ کو وضو کے وقت مسواک کی ضرورت پڑی تو آپ نے مسواک تلاش کی مگر نہ ملی پھر آپ نے ایک دینار (سونے کی اشرفی) میں مسواک خرید کر استعمال فرمائی، بعض لوگوں نے حضرت شبلی علیہ الرحمہ سے کہا یہ تو آپ نے بہت زیادہ خرچ کر ڈالا کیا اتنی مہنگی بھی مسواک لی جاتی ہے آپ نے فرمایا یہ دنیا اور اس کی تمام اشیاء اللہ تعالی کے نزدیک ایک مچھر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں قیامت کے روز کیا جواب دوں گا جب کہ اللہ تعالی مجھ سے دریافت فرمائے گا کہ تو نے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو کیوں ترک کیا جو مال و دولت میں نے تجھے دیا تھا اس کی حقیقت میرے نزدیک ایک مچھر کے برابر بھی نہیں۔ اس کو اس سنت مسواک کو حاصل کرنے میں کیوں نہیں خرچ کیا مزید تر فرمایا میرے بھائی میرا خیال تو یہ ہے کہ تجھ سے کوئی مسواک بیچنے والا آدھے دینار کی قیمت مانگے تو تو ہرگز نہ دے گا اور مسواک چھوڑ دے گا سنت سے اس قدر غفلت کے باوجود تو اپنے آپ کو اولیاء اللہ اور عاشقین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شمار کرتا ہے خدا کی قسم یہ ایک ایسا دعوی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا ہمارے اسلاف کس قدر سنتوں سے پیار کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ نے ایک دینار سونے کی اشرفی مسواک پر قربان کر دی۔ آہ آج ہم اپنے آپ کو بڑھ چڑھ کر مسلمان

کہلواتے ہیں مگر حال یہ ہے کہ اٹھنی بھر کی مسواک بھی ہم سے خریدی نہیں جاتی عام طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا کانوں پر مسواک رکھنے کا معمول تھا دیکھیے ترمذی نے ابوسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت زید کا یہی معمول نقل کیا اور بعض صحابہ عمامہ مبارک کے پیچ میں مسواک رکھتے تھے جیسا کہ شامی وغیرہ میں موجود ہے، قال ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالتسواک عند کل وضوءٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر مجھے میری امت کی مشقت اور دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں انھیں ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔

مسواک کے متعلق چند مسائل:

(1) مسواک پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کی کڑوی لکڑی کا ہو خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو جو مسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔

(2) مسواک داہنے ہاتھ سے کریں اور اس طرح ہاتھ میں لیں کہ چھنگلیاں مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو مٹھی نہ باندھے۔

(3) دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے لمبائی میں نہیں اور لیٹ کر نہ کرے۔

(4) پہلے داہنی جانب کے اوپر والے دانت مانجھے پھر با

ئیں جانب کے اوپر والے دانت مانجھے پھر دائیں جانب کے نیچے والے دانت مانجھے پھر بائیں جانب کے نیچے والے دانت مانجھے۔

(5) کم از کم تین مرتبہ مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھوئے جب مسواک کرنا ہو تو اس کو دھوئے یونہی جب فارغ ہو تو بھی دھوئے پھر زمین پر پڑی نہ چھوڑے بلکہ کھڑی چھوڑے یوں کہ ریشہ کی جانب اوپر ہو۔

(6) اگر مسواک نہ ہو تو سخت کپڑے سے دانت مانجھے یونہی اگر دانت نہ ہو تو مسوڑوں پر انگلی پھیرے۔

(7) مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کرے یا کسی ایسی جگہ احتیاط سے رکھ دے کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے اس لیے کہ وہ آلہ سنت ہے اس کی تعظیم چاہیے دوسرے یہ کہ مسلمان کا آپ دہن ناپاک جگہ ڈالنے سے محفوظ رکھنا چاہیے اسی لیے تو پاخانہ میں تھوکنے کو علما کرام نے نامناسب لکھا ہے۔

(تنبیہ الغافلین المعروف موت کا سفر۔ص 310۔علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ ،فاروقیہ بکڈپو دہلی)

جدید طرز مسواک اور سائنسی تحقیق:

آج ہم جدید کمپیوٹر کے دور سے گزر رہے ہیں ہم آپ پر بنیاد پرستی کا طعنہ کب برداشت کر سکتے ہیں اس لیے ہم نے لکڑی کی مسواک کو کب کا توڑ کر پھینک دیا ہے کیونکہ لکڑی کی مسواک اس ایٹمی دور کے تقاضے پورے نہیں کرتی آج ہم برش استعمال کر کے فخر محسوس کرتے ہیں مگر ہم دیسی لوگوں کو بھلا کیا پتا کہ جراثیم کے ماہرین عرصہ دراز کی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ برش کو صرف ایک دفع استعمال کر

کے پھینک دینا چاہیے کیونکہ اس کا دوبارہ استعمال صحت وتندرستی کے لیے مضر ثابت ہوسکتا ہے اس لیے کہ اس کے اندر جراثیم کی ایسی تہیں جم جاتی ہیں کہ پانی سے دھونے سے بھی جراثیم مصروف نشوونما رہتے ہیں۔ چلو ٹھیک ہے ایک بار استعماک کیا ہوا برش دوبارہ استعمال نہیں کرنا چاہیے تو پھر کیا ہوا ہم بھی تو ملک کے امیر شہری ہیں ہم وہ والا برش پھینک دیا کریں گے اور ہر روز نیا برش خرید کر استعمال کرلیا کریں گے کیا کریں جدید دور کے تقاضے تو پورے کرنے ہوئے ضروری مگر کریں تو کیا کریں جائیں تو کدھر جائیں یہ ڈیٹنل سرجن ہمیں نئے اور تیز رفتاری کے زمانے کے شانہ بشانہ کب چلنے دے گا ڈینٹل سرجن کیا کہتا ہے ڈیٹنل سرجن اپنے تجربات اور مشاہدہ کی روشنی میں یہ دعوی کرتے ہیں کہ برش میں لگے ہوئے ریشے خواہ کتنے ہی نرم کیوں نہ ہوں دانتوں کے اوپر والی چمکیلی تہہ کو اتار دیتے ہیں نتیجتاً دانتوں کے درمیان خلا پیدا ہو جاتا ہے آہستہ آہستہ دانت مسوڑھوں کی جگہ چھوڑ دیتے ہیں اور ان میں پھنس کر نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

اچھا پھر اس جدید مسواک سے کام نہیں چلے گا اس طرح تو ہم نئے زمانہ کے شانہ بشانہ چلنے کے شوق میں خود ہی چل بسیں گے پھر جدید تحقیق بھی تو اس ماڈرن مسواک کی حوصلہ شکنی کرنے پر تلی ہوئی ہے بلکہ جدید تحقیق تو ایسی قدیم مسواک کے استعمال کا مشورہ دیتی ہے جس کی ترغیب مسلم امت کو آج سے صدیوں پہلے دی جا چکی ہے پھر بھی مسلمانوں کو بنیاد پرست ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے کیوں؟

خبردار! مسلمانوں کو بنیاد پرست کا طعنہ دینے والے حضرات نوٹ فرمالیں کہ ایک سچا مسلمان بنیاد پرست نہیں بلکہ خدا پرست ہوا کرتا

ہے مگر ہاں جس جس بنیاد پر ایک مسلمان کو بنیاد پرست کے خطاب سے نواز دیا جاتا ہے تو وہ بنیاد البتہ بڑی مضبوط ہے اتنی مضبوط کہ باطل اس کے ساتھ ٹکرا کر پاش پاش ہوسکتا ہے مگر اس کا بال بیکا نہیں ہوسکتا وجہ اس کی یہ ہے کہ مسلمان کی بنیاد آج سے قریباً چودہ صدیوں قبل اس عظیم ہستی ﷺ نے رکھ دی تھی کہ متعصب فرنگی مائیکل ایچ ہارٹ اپنی مشہور زمانہ کتاب میں دنیا کی عظیم ترین شخصیات کا بلحاظ مرتبہ تذکرہ کرتے ہوئے اس عظیم الشان شخصیت اور جلیل القدر ہستی ﷺ کا اسم ذیشان سرفہرست لانے پر مجبور ہے (tu of the list) یاد رکھیے کمپیوٹر دور ہو یا ایٹمی زمانہ یا پھر اس سے بھی جدید ترین دور کیوں نہ آجائے حضور خیر الانام ﷺ کا سچا غلام کبھی ناکام نہیں ہوسکتا اگر ہم ہر جدید دور کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو سرکار دو عالم ﷺ کی ہر ہر سنت کو اوڑھنا بچھونا بنالیں پھر آپ یقیناً کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

(عبادات اور جدید سائنس ص 36 امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر رامپور روڑ بریلی شریف یوپی)

مادر علمی: جامعہ صدیقیہ سوجا شریف

ساکن: ریچھولی، تحصیل پچپدرہ ضلع باڑمیر

☆فضیلت نماز☆

محمد سجن صدیقی بن سراج الدین
متعلم جماعت سابعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نماز بڑی حساس اور بندہ نواز عبادت ہے ،نماز بڑی مونس و غمگسار او عرشی طبیعت ہے ،نماز دنیا اور آخرت دونوں جگہ تحفظ و شیلٹر (shelter) عطا کرتی ہے،تاریک راہوں کے لیے تجلیاں بکھیرتی ہے،نماز گم کردہ راہ کوراہ مستقیم دکھاتی ہے،راہ مولی پر چلاتی ہےاوررب تعالی تک پہنچاتی ہے۔

بڑی حساس ہے نماز ،نماز پہلے آپ کو آزماتی ہے، دیکھتی ہے کہ آپ اس کی محبت میں خالص ہیں یانہیں؟ آپ کا جاگنا،آپ کا سونا اس کے لیے ہے یانہیں، بیداری میں بھی اور نیند میں بھی وہ اپنے وقت پرضرور آتی ہے،آپ کودیکھتی ہے کہ آپ اس کے لیے مخلص ہیں اورصرف اس کی محبت میں مست ہیں تو پھر وہ غیورنماز عرشی کردار کا مظاہرہ کرتی ہے۔

خدارا! نماز کواس طور پر قطعی نہ لیں کہ اس کے ساتھ ہمارا رویہ عادتاً ہو، بلکہ عقیدتاً ہو، رواجاً نہ ہوخشوعا ہو، احسانی روحانی ہو، رسمی نہ ہو نمودی نہ ہوعرفانی ہو،نماز کی ادائیگی کے وقت ہم ہرگز یہ تصورنہ رکھیں کہ رسم کی ادائیگی کا وقت آگیاہے،نماز کا وقت آئے تو معبود حقیقی کی دعوت تامہ سمجھ کرہم مکمل شان عبدیت کے ساتھ شرکت کی تیاری کریں،نہ صرف ہم بلکہ ہمارا دماغ ،ہمارادل ، ہماری تمام فکری قوت ہمارے حواس خمسہ اور

روحانی و باطنی سراپا، ہوشیار و بیدار ہو جائے کہ اب ،،دربار ذوالجلال ،، میں حاضری کا وقت آ گیا ہے پھر ہم دیکھیں گے کہ یہ نماز ہماری آخرت کی مشکلات ومصائب، آلام وحادثات سے ہم کو کس طرح محفوظ و مامون رکھتی ہے۔

حکم نماز اور قرآن حکیم:

(1) واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الرّاکعین۔

(سورہ بقرہ 43)

نماز ادا کرو اور زکوۃ دیتے رہو اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔

(2) انّنی انا اللہ لا الہ الاّ انا فاعبدنی واقم الصلوۃ لذکری۔

(سورہ طٰہٰ 14)

بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔

(3) قل انّ ھدی اللہ ھو الھدی و اُمرنا لنسلم لرب العلمین ★وان اقیموا الصلوۃ واتقوہ، وھو الّذی الیہ تحشرو ن۔

(سورہ انعام 71-72)

تم فرماؤ کہ اللہ ہی کی ہدایت ،ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

(4) لٰکن الرّٰسخون فی العلم منھم و المو منون یؤمنون بما اُنزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصّلوۃ والموتون الزکوۃ والمومنون باللہ و

الیوم الآخر، اولئک سنؤتیھم اجراً عظیما۔

(سورہ نساء 162)

لیکن ان میں سے پختہ علم والے اور مومن لوگ اس (وحی) پر جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور اس (وحی) پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہے (برابر) ایمان لاتے ہیں اور وہ (سنتے اچھے ہیں کہ) نماز قائم کرنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے (ہیں) ایسے ہی لوگوں کو ہم عنقریب بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔

(5) انّ الّذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت و اقاموا الصّلوۃ و آتوا الزّکوۃ لھم

اجرھم عند ربھم و لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون۔

(سورہ البقرہ 277)

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور نماز قائم رکھی اور زکوۃ دیتے رہے ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور ان پر (آخرت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

(6) اُتل ما اوحی الیک من الکتٰب و اقم الصّلوۃ انّ الصّلوۃ تنھیٰ عن

الفحشآء و المنکر و لذکرُاللہ اکبر، واللہ یعلمُ ما تصنعون۔

(سورہ عنکبوت۔45)

اے محبوب پڑھو جو تیری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرماؤ، بیشک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور بیشک اللہ تعالی کا ذکر سب سے بڑا ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

حکم نماز اور احادیث کریمہ:

(1) عن عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالی عنہ انّ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من

علم انّ الصّلوة حقّ واجب دخل الجنّة رواہ الحاکم والبیھقی ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا جس نے یقین کرلیا کہ نماز حق ہے اور (ہم پرفرض ہے) تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل)

(2) عن ابی امامۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یخطب فی حجّۃ الوداع فقال اتقوا اللہ ربّکم وصلّوا خمسکم وصوموا شھرکم واۤدّوا زکوۃ اموالکم واطیعوا ولاۃ امرکم فادخلوا جنّۃ ربّکم رواہ الترمذی واحمد ابن حزیمہ والحاکم

(ترمذی، کتاب الصلوۃ ص 110)

حضرت ابو امامہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا پانچوں نمازیں ادا کرتے رہو اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھا کرو اور اپنے مال کی زکوٰۃ دیا کرو اور اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو تو تم (اس کے صلہ میں) اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔

(3) عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالی عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول ایّھا الناس انّہ لا نبی بعدی ولا امّۃ بعدکم الا فاعبدوا ربّکم وصلّوا خمسکم و صوموشھرکم واۤدّوا زکوٰۃ اموالکم طیبۃ بھا انفسکم و اطیعوا ولاۃ امرکم تدخلوا جنّۃ ربّکم۔ رواہ الطبرانی وابن ابی عاصم۔ اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اے لوگو! جان لو

کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی دوسری امت ہے ،خبردار اپنے رب کی ہی عبادت کرو اور اپنی پانچ (فرض) نمازیں ادا کرو اور اپنے ماہ (رمضان) کے روزے رکھو دلی رضا مندی کے ساتھ اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے (عادل) حکمرانوں کی اطاعت کرو تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(4) عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ رواہ المسلم و الترمذی قال الترمذی ھذا حدیث صیحیح حسن .

(ترمذی شریف ص:90 مسلم شریف کتاب الا یمان)

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان اور اس کے کفر کے درمیان فرق صرف نماز چھوڑنا۔

(5) عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالی عنہ قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول خمس صلوات افترضھنّ اللہ تعالی علی عبادہ من احسن وضوء ھنّ و صلاّھن بوقتھنّ و احسن رکوعھنّ و سجودھن و خشّوعھن کان لہ علی اللہ عھد ان یغفر لہ و من لم یفعل فلیس لہ عند اللہ لعھد ان شاء غفر لہ و ان شاء عذّبہ ،رواہ ابوداؤد و احمد و البیھقی و الطّبرانی .

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ ج :اول ص:61)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے جس نے ان نمازوں کو بہترین وضو کے ساتھ ان کے مقررہ اوقات پر ادا کیا

اوران نمازوں کو رکوع وسجود کامل خشوع سے ادا کیا تو ایسے شخص سے اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے اور جس نے ایسا نہیں کیا (یعنی نماز ہی نہ پڑھی یا نماز کو اچھی طرح سے نہ پڑھا) تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالی کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے تو اس کی مغفرت فرمادے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(6) عن ابی ذر رضی اللہ تعا لی عنہ ان النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خرج زمن الشتاء والورق یتھافت فاخذ بغصنین من شجرۃ قال فجعل ذالک الورق یتھافت قال فقال یا باذر! قلتُ لبّیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال انّ العبد المسلم لیصلّی الصّلاۃ یُرید بھا وجہ اللہ فتھا فتُ عنہ ذنوبہ کما فتتھافتُ ھٰذالورق عن ھذہ الشجرۃ، رواہ احمد اسنادہ حسن۔

(احمد بن حنبل)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرما کے موسم میں جب پتے (درختوں سے) گر رہے تھے باہر نکلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک درخت کی دو شاخوں کو پکڑ لیا، ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں شاخ سے پتے گرنے لگے راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پکارا: اے ابوذر! میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مسلمان بندہ جب نماز اس مقصد سے پڑھتا ہے کہ اسے اللہ تعالی کی رضامندی حاصل ہوجائے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح یہ پتے درخت سے جھڑتے جارہے ہیں۔

(7) عن الحسن قال قال النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم للمُصلّی ثلاثۃ خصالٍ تتناثر الرّحمۃ علیہ من قدمہ الی عنان السّماء و تُحُفّ بہ الملائکۃ من قرنہ الی عنان

السّماء ویُنادی منادلو علم المناجی من یّناجی ما انفتل، رواہ عبد الرزاق۔

(المصنف عبد الرزاق ج)

حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا نمازی کے لیے تین خصلتیں ہیں: (ایک) یہ کہ اس کے دونوں قدموں سے لے کر سر تک رحمت الٰہی نازل ہوتی رہتی ہے (دوسرا) یہ کہ ملائکہ اسے اس کے دونوں قدموں سے لے کر آسمان تک گھیرے ہوئے رہتے ہیں (تیسرا) یہ کہ ندا کرنے والا ندا کرتا رہتا ہے کہ اگر مناجات کرنے والا (یعنی نماز پڑھنے والا) یہ جان لیتا کہ وہ کس سے راز و نیاز کی باتیں کررہا ہے تو وہ نماز سے کبھی واپس نہ پلٹتا۔

(8) عن ابن مسعود قال سالتُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایُّ الاعمال احبُّ الی اللہ تعالی ؟ قال الصّلاۃ علی وقتھا قلتُ ثُمّ ایّ ؟قال برُّ الوالدین قلتُ ثُمّ ایّ قال الجھاد فی سبیل اللہ، متفق علیہ۔

(بخاری شریف، کتاب مواقیت الصلوۃ ج 1 ص 75)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ اللہ تعالی کے ہاں کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا وقت مقررہ پر نماز ادا کرنا، میں نے عرض کیا پھر کونسا فرمایا والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا، میں نے عرض کیا پھر کونسا فرمایا اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنا۔

(9) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعا لی عنہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قال ارایتم لوانّ نھراً بباب احدکم یغتسل منہ کلّ یومٍ خمس مراتٍ ھل یبقی من درنہ شئ قالوا لا یبقی من درنہ شئ قال فذالک مثل الصّلوٰت الخمس یمحوا اللہ بھنّ

الخطایا۔ (مسلم شریف ج 1 ص 235)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک دریا ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اس کے بدن پر بالکل میل باقی نہیں رہے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازوں کی مثال بھی ایسی ہے، اللہ تعالی اس کے سبب (بندے کے) گناہ مٹا دیتا ہے۔

(10) عن ابی هریرة رضی الله تعا لی عنه قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول انّ اوّل ما یحاسب به العبد یوم القیا مة من عمله صلا ته فان صلحت فقد افلح وانجح و ان فسدتُ فقد خاب و خسر فان انتقص من فریضته شئ قال الرّبّ انظروا هل لعبدی من تطوعٍ فیُکمل بها ما انتقص من الفریضة ثمّ یکون سائر عمله علی ذالک۔

(جامع الترمذی، کتاب الصلوۃ۔ ج 1 ص 94)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب ہوگا وہ نماز ہے اگر یہ صحیح ہوئی تو وہ کامیاب ہوا اور نجات پا گیا اور اگر یہ ٹھیک نہ ہوا تو بندہ ناکام ہوئی اور اس نے نقصان اٹھایا پھر اگر فرض نماز میں کچھ کمی رہے گی تو اللہ تعالی فرمائے گا کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفل ہے پھر اس سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی پھر تمام اعمال کا اس طرح حساب و کتاب ہوگا یعنی (فرض اعمال میں نقصان کی صورت میں نوافل سے کمی پوری کی جائے گی)۔

(11) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قال صلاۃ الجماعۃ تفضل صلاۃ الفذ بسبعٍ وعشرین درجۃ متفق علیہ وقال ابن

عمر عن ابیہ بضعاً وعشرین۔

(بخاری شریف، کتاب الامامۃ ج 1 ص 89)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا با جماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر ستائیس درجے فضیلت رکھتا ہے۔

نماز اور حضرت ابراہیم علیہ السلام:

دین حنیف کے بانی و امیر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذات گرامی کو تعمیر کعبہ اور رکوع وسجود کی ہدایت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، قرآن مجید میں ان کا ذکر اس انداز میں فرمایا ہے۔

واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامناً واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیً ۔

(البقرہ 124)

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر (کعبہ) کو لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

نماز اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد کریم حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے بارے میں قرآن عظیم میں درج ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرماتے ملاحظہ ہو۔

واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً ★ و

کان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیاً ۔

(مریم۔54-55)

اور کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کرو بیشک وہ وعدہ کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا اور اپنے رب کو پسند تھا۔

نماز اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام:

و اوحینا الی موسی و اخیه ان تبوّا لقومکما بمصر بیوتاً وّاجعلوا بیوتکم قبلةً وّ اقیموا الصّلوة وبشّروا المؤمنین۔

(یونس۔87)

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی (ہارون) کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوش خبری سناؤ۔

نماز اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

قال انّی عبداللہ اٰتنی الکتٰب وجعلنی نبیاً وّجعلنی مبرکاً این ما کنتُ و اوصی بالصّلوة والزکوٰة مادمتُ حیاً۔

(مریم۔31)

کہا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا نبی کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں۔

نماز پنجگانہ کی فضیلت:

نماز پنج گانہ مسلمانوں کے لیے ایک اہم ترین فریضہ ہے اسلام کی عبادات میں سب سے افضل عبادت نماز ہے قرآن و حدیث میں نماز

کے بے شمار فضائل وفوائد بیان ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالی کو کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے، تو آپ نے فرمایا الصلوۃ لوقتھا نماز کو اس کے مقررہ وقت پر پڑھنا۔

(مسلم شریف کتاب الایمان ج 1 ص 230)

نماز فجر، ظہر، عصر کی فضیلت:

(1) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من صلی الصبح فھو فی ذمۃ اللہ فلا یطلبنکم اللہ من ذمتہ بشیءٍ فیدرکہ فی نار جھنم. جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالی کی ذمہ داری میں ہے جس شخص نے اللہ تعالی کی ذمہ داری میں خلل ڈالا اللہ تعالی اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔

(مسلم شریف کتاب المساجد ج 1 ص 233)

(2) حضرت عمار بن رویبہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ لن یلج النار احد صلی قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا یعنی الفجر و العصر جس شخص نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا۔

(مسلم شریف کتاب المساجد ج 1 ص 228)

مغرب اور عشا کی فضیلت:

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہیں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انّ افضل الصّلوۃ عند اللہ صلوۃ المغرب ومن صلّی بعد ھا رکعتین بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنّۃ یغدو فیہ ویروح. اللہ تعالی کے نزدیک سب سے افضل نماز نماز مغرب ہے اور اس کے بعد دو رکعت پڑھے تو اس کے لیے اللہ تعالی جنت میں گھر بنا دے گا جس میں وہ صبح کرے گا اور شام کرے گا۔

(طبرانی معجم الاوسطج--ص--)

(2) حضرت عبد الرحمن بن ابی عمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من صلّی العشاء فی جماعۃ فکانّما قام نصف اللیل، جس نے نماز عشا کو جماعت سے پڑھا اس نے گویا نصف رات شب بیداری کی۔

(مسلم شریف کتاب المساجدج 1 ص232)

فضائل ایک نظر میں:

نماز: اللہ تعالی کی رضا اور انبیاے کرام سے دوستی کا سبب ہے۔

نماز: رزق میں فراخی کرتی ہے۔

نماز: بدن کو راحت پہنچاتی ہے۔

نماز: دشمنوں سے جنگ کرتی ہے۔

نماز: شیطان سے بچنے کا ایک بڑا ہتھیار ہے۔

نماز: اندھیری قبر کے لیے روشنی تنہائی قبر میں مونس ہے۔

نماز: نکیرین سے حفاظت کرتی ہے۔

نماز: روز قیامت نمازی کے لیے نور و سرمایہ نجات بنے گی۔ من حافظ علیھا کانت لہ نوراً وبرھاناً ونجاتاً یوم القیامۃ۔

نماز: حشر میں زرّین تاج بنے گی۔

نماز: ایمان کی علامت ہے۔لکل شئ ٍ علم و علم الا یمان الصّلوۃ

ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے ایمان کی علامت نماز ہے۔

نماز: نمازی اور جہنم کے درمیان دیوار ہوگی۔

نماز: میزان عدل کے پلڑے کو جھکا دے گی۔

نماز: پل صراط سے نمازی کو ہوا کی طرح گزارے گی۔

نماز: جنت کی کنجی ہے۔مفتاح الجنّۃ الصلوۃ

نماز: بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے۔انّ الصّلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر

نماز: ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔الفرق بین الا یمان والکفر ترک الصّلوٰۃ

نماز: بارگاہ الٰہی میں حاضری کا ذریعہ ہے۔

نماز: مولیٰ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف عطا کرتی ہے الصّلوۃ مناجات

نماز: ایمان کی کسوٹی اور دینداری کی گواہ ہے۔

نماز: بلائیں ٹالتی ہے، عذاب الٰہی سے نجات عطا کرتی ہے۔

نماز: غرور و تکبّر کو توڑتی ہے، فروتنی، عاجزی اور خشیت الٰہی بخشتی ہے۔

نماز: افلاس و تنگدستی دور کرتی ہے رزق و کاروبار میں برکت لاتی ہے۔

نماز: مومن کی معراج ہے۔الصّلوۃ معراج المومنین۔

نماز: مومن کا ہتھیار اور حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔الصّلوۃ دعاء والدّعاء سلاح المومن۔

نماز: عمر میں، عزت میں، مال میں، کاروبار میں اور دین میں

برکت عطا کرتی ہے۔

نماز: ہیبت عطا کرتی ہے، تسخیر کی قوت بخشتی ہے۔

نماز: قناعت وصداقت، استقامت وعزیمت اور صحت وسلامتی عطا کرتی ہے۔

نماز: اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین تعلقات استوار کرتی ہے۔

نماز: میں حضوری سے قلب سے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔

نماز: معرفت حق کا زینہ ہے۔

نماز: تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے۔

نماز: سے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔

نماز: نفس امّارہ سے جہاد کا ہتھیار ہے۔

نماز: دل کو پاکیزہ بناتی ہے۔

نماز: قلب کی جملہ بیماریوں کا علاج ہے۔

نماز: عشق الٰہی کا جذبہ بے کراں عطا کرتی ہے۔

نماز: شعور بندگی اور شعور زندگی بخشتی ہے۔

نماز: آداب زندگی سکھاتی ہے۔

نماز: انسانی قدروں کو بلند کرتی ہے۔

نماز: آنکھ، کان، ناک، زبان اور دل میں صالحیت پیدا کرتی ہے۔

نماز: جھوٹ، فساد، بغض وعداوت، حسد وغیبت اور تمام برے اعمال سے بچاتی ہے۔

نماز: بسیار خوری اور شہوت رانی اور ناجائز کمائی سے بچاتی ہے۔

نماز: افعال انسانی کو شریعت وطریقت کا پابند بناتی ہے۔

نماز: قومی وانفرادی زندگی کی تمیز کا منشور ہے۔

نماز: علم وعمل کو صحیح سمت عطا کرتی ہے۔

نماز: معاشرہ کو محنت ومشقت کا صحیح رُخ دکھاتی ہے۔

نماز: خواتین کی عصمت وعِفت کے لیے مقدس نظام عمل ہے۔

نماز: سپاہیانہ طبیعت کی تشکیل کرتی ہے۔

نماز: پابندی وقت کا اثر آفریں مزاج بناتی ہے۔

نماز: اہل مجاہدہ کا سرور ہے۔

نماز: اہل مشاہدہ کا نور ہے۔

نماز: مبتدی سالک کے لیے حضور اور منتہی سالک کے لیے شہود ہے۔

نماز: خود غائب ہو کر درگاہ حق میں حاضر ہونے کا ذریعہ ہے۔

نماز: کا مجاہدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نمازی کو دیکھ رہا ہے۔

نماز: کا مشاہدہ یہ ہے کہ نمازی اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہے۔

نماز: کا وقت پر ادا کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

نماز: میں خشوع وخضوع حضوری حق کی دلیل ہے۔

نماز: عبد ومعبود کے رشتہ کو استحکام عطا کرتی ہے۔

نماز: ہر رکن وعمل میں عبدیت کا کامل مظاہرہ ہے۔

نماز: صفت تقوی ہے، تصفیہ باطن، روحانی طاقت اور راہ سلوک میں ترقی کرتی ہے۔

نماز: دارین کی سعادتوں کے حصول کا منبع ہے۔

(کشف القلوب ج1 ص:225)

ترک نماز پر سزا:

نماز اسلام کا بنیادی ستون اور وہ امتیازی عمل ہے جو ایک مومن کو کافر سے ممتاز کرتا ہے قرآن وسنّت کی تعلیمات میں جہاں فریضہ نماز کی بجا آوری کو دین کی تعمیر قرار دیا گیا ہے، وہاں اس کا ترک کر دینا دین کی بربادی اور انہدام کا موجب سمجھا گیا ہے، لہذا جس نے اس کو قائم کرلیا وہ کامیاب ہوا جس نے اسے گرادیا وہ ناکام ونامراد ہوگیا۔

قرآن پاک میں وعید:

سورہ مدثر میں ہے کہ دوزخیوں سے سوال ہوگا دوزخ میں لے جانے کا باعث کونسی چیز بنی تو وہ جواباً کہیں گے۔

قالوا لم نکُ من المصلّین ولم نکُ نُطعمُ المسکین وکنّا نخوضُ مع الخائضین۔ (المدثر 74۔42۔45)

وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں نہ تھے اور ہم محتاجوں کو کھا نا نہیں کھلاتے تھے اور بے ہودہ مشاغل والوں کے ساتھ (مل کر) ہم بھی بے ہودہ مشغلوں میں پڑے رہتے تھے۔

سورہ ماعون میں ارشاد ہوتا ہے: فویل للمو صلین الّذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ (الماعون 4۔5)

پس افسوس (خرابی) ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز کی (روح) سے بے خبر ہیں (یعنی انھیں محض حقوق اللہ یاد ہیں حقوق العباد بھول بیٹھے ہیں۔

یوم حشر ہر شخص اپنے کیے کی سزا بھگت رہا ہوگا صرف وہ لوگ باعزت اور جنت میں ہوں گے جن کے اعمال اچھے ہوں گے ان کی

علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ہوں گے یہ اچھے لوگ مجرموں سے سوال کریں گے کہ کونسے عمل نے تمہیں رسوا کیا ان کا جواب یہ ہوگا کہ وہ دنیا میں نماز نہیں پڑھتے تھے اس لیے آج وہ ہولناک انجام کو پہنچے ہیں لہذا جان لینا چاہیے کہ نماز نہ پڑھنے کا اچھا انجام نہ ہوگا۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے: یوم یکشف عن ساقٍ و یدعون الی السجود فلا یستطیعون ۔(القلم 68-42) جس دن ساق (یعنی احوال قیامت کی ہولناک شدّت) سے پردہ اٹھایا جائے گا اور وہ (نافرمان) سجدہ کے لیے بلائے جائیں گے تو وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے۔

صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ جن کی نماز قضا ہوگئی گویا کہ اس کا مال اور گھرانا تباہ ہوگیا۔

حاکم کی روایت ہے کہ جس نے بغیر عذر شرعی کے دو نماز کو یکجا کیا تو وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے میں داخل ہوگیا صحاح ستّہ کی روایت ہے کہ جس کی نماز عصر قضا ہوگئی گویا اس کے اہل وعیال اور مال تباہ ہو گئے۔

خزیمہ نے اپنی صحیح میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ امام مالک کا قول ہے کہ اس سے مراد وقت کا نکل جانا۔

(مکاشفۃ القلوب ص384)

قبر میں آگ کے شعلے:

ایک شخص کی بہن فوت ہوگئی جب اس کو دفن کر کے لوٹا تو یاد آیا کہ رقم کی تھیلی قبر میں گر گئی ہے چنانچہ وہ اپنی بہن کی قبر پر آیا اور اس کو کھودا تا کہ تھیلی نکالے اس نے دیکھا کہ بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑک رہے

ہیں چنانچہ اس نے جوں توں قبر پر مٹی ڈالی اور غمگین روتا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور پوچھا پیاری امی جان! میری بہن کے اعمال کیسے تھے وہ بولی بیٹا کیوں پوچھتے ہو عرض کی میں نے میری بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے ہوئے دیکھے ہیں یہ سن کر ماں بھی رونے لگی اور کہا افسوس تیری بہن نماز میں سستی کیا کرتی تھی اور نماز اوقا گزار کر پڑھا کرتی تھی (یعنی نماز قضا کر کے پڑھا کرتی تھی)

(مکاشفۃ القلوب ص394)

خوفناک سانپ اور خچر نما بچھو:

حدیث پاک میں ہے جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ،،لملم،، ہے اس میں اونٹ کی گردن کی طرح موٹے موٹے سانپ ہیں ہر سانپ کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے جب یہ سانپ بے نمازی کو ڈنسے گا تو اس کا زہر اس کے جسم میں ستر (70) سال تک جوش مارتا رہے گا جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ،،جب الحزن،، اس میں کالے خچر کے مثل ستر (70) بچھو ہیں ہر بچھو کے ستر (70) ڈنک ہیں اور ہر ڈنک میں زہر کی تھیلی ہے وہ بچھو جب بے نمازی کو ڈنک مارتا ہے تو اس کا زہر اس کے سارے جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور اس زہر کی گرمی ایک ہزار سال تک رہتی ہے اس کے بعد اس کی ہڈیوں سے گوشت جھڑتا ہے اور اس کی شرمگاہ سے پیپ بہنے لگتی ہے اور تمام جہنم اس پر لعنت بھیجے گی۔

(قرۃ العیون)

حارث نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کو حقیر سمجھے گا اللہ تعالی

اس کو بندہ کو سزائیں دے گا، چھ قسم کے عذاب مرنے سے پہلے تین مرتے وقت تین قبر میں، تین قبر سے نکلتے وقت۔

چھ دنیاوی عذاب:

(1) پہلا عذاب یہ ہے کہ غافل نمازی کو صالحین کی فہرست سے خارج کردیا جائے گا (2) اس سے زندگی کی برکت دور کردی جائے گی (3) اس سے رزق کی برکت دور ہو جائے گی (4) اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا (5) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی (6) وہ نیکوں کی دعاؤں سے محروم کردیا جاتا ہے۔

مرتے وقت کا عذاب:

ایسے نمازی کو مرتے وقت جو تین عذاب ہوتے ہیں، (1) وہ پیاسا مرتا ہے اگر چہ اس کے حلق میں سات دریا الٹ دیئے جائیں (2) اس کی موت اچانک ہوگی، توبہ کی مہلت نہیں ملے گی (3) اس کے کاندھوں پر دنیاوی لوہے لکڑی اور پتھروں کا بوجھ ڈالا جائے گا جس سے وہ بوجھل ہوجائے گا۔

قبر کے تین عذاب:

(1) قبر اس پر تنگ کردی جائے گی (2) قبر میں زبردست اندھیرا ہوگا (3) منکر نکیر سے سوالوں کا جواب نہیں دے سکے گا۔

قبر سے نکلنے پر تین عذاب:

(1) اللہ تعالی اس پر غضبناک ہوگا (2) اس سے حساب بہت زیادہ سخت ہوگا (3) اللہ تعالی کی دربار سے اس کی واپسی دوزخ کی طرف ہوگی۔ اگر اللہ تعالی معاف فرمائے تو اس کی مہربانی بڑی ہے دوزخ

سے نجات کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے جس نے محافظت کی ظہر سے پہلے چار رکعتوں پر اس کے بعد چار رکعتوں پر اس پر اللہ تعالی آگ کو حرام کر دے گا۔

(ترمذی شریف ج 1 ص 98)

تیری رحمتوں پہ ہے منحصر میرے ہر عمل کی قبولیت ☆ نہ مجھے سلیقہ التجا نہ مجھے شعور نماز۔

(علامہ اقبال)

آؤ مولی تعالی سے بھیک مانگیں:

مولی تعالی! ہم سب کو نماز کا نور دل کا سرور عطا فرما دے۔

یا اللہ! حضوری قلب کی دولت سرمدی ہم کو عطا فرما دے۔

یا مولی! حضوری قلب والی نماز ادا کرنے کی توفیق ہمیں بخش دے۔

احکم الحاکمین! اپنے دربار میں حاضری کا شعور عطا فرما۔

رب کریم! ہمیں وضو کا وہ رنگ دے دے جس سے حضوری ملتی ہے۔

کریم تعالی! اذان کی تجلی عطا فرما، اذان کا جواب دینے کی توفیق دائمی عطا فرما۔

رب کریم! فجر سے عشا تک ہر ہر نماز کے اسرار ہم پر وافر فرما دے، ہمیں صالحین میں شامل فرما انھیں کی جماعت میں روز محشر اٹھانا۔

مولی تعالی! دکھاوے کی نماز، گنانے والوں سجدوں اور بتانے والی رکعتوں سے ہمیں بچانا۔

رب کریم! ہماری زندگی کو اپنی بندگی بنا دے۔

مولی! تیری بندگی ہماری زندگی بن جائے۔

حق تعالی! ہمیں شعور بندگی عطا فرما، روح عبادت بخش دے۔

رب عظیم! اپنی عظمت و کبریائی کا صدقہ عطا فرما۔

رب اعلی! اپنی بلندی و علویت کے طفیل ایمان پر خاتمہ فرما۔

اے اللہ! ہم جیئیں تو تیرے لیے اور مریں تو تیرے لیے۔

آمین ثم آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلّم

مادر علمی: جامعہ صدیقیہ سوجا شریف ضلع باڑمیر

ساکن: پاندھی کا پار تحصیل رامسر ضلع باڑمیر

☆فضائل درود☆

عبدالرحیم صدیقی بن جلال الدین
متعلم جماعت سابعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم۔امّابعد فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انّ اللہ و ملا ئکتہ یُصلّون علی النّبی یٰاَیّھاالّذین آمنوا صلّوا علیہ وآلہ وسلّموا تسلیماً۔

(الاحزاب56)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے پر اے ایمان والو! درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے ایمان والوں کو دو کام کرنے کا حکم فرمایا ہے،ایک پیارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجنا اور دوسرا سلام بھیجنا ۔اللہ تعالی کے اس حکم کو سن کر قلب مؤمن میں خوشی پیدا ہوتی ہے اور ایمان کی روشنی سے جن کے دل منور و مجلّٰی ہیں انھوں نے اپنے آقا و مولی سرکار مدینہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ کرم میں درود کا تحفہ کل بھی پیش کیا اور آج بھی پیش کرتے ہیں اور یہ مبارک طریقہ قیامت تک بلکہ قبر وحشر میں بھی جاری رہے گا۔انشاءاللہ عزّوجل

ھوالّذی یُصلّی علیکم و ملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمٰت الی النّور و کان بالمؤمنین رحیماً۔

(الاحزاب43)

وہی ہے جو درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تا کہ وہ تمہیں

اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور مومنوں پر مہربان ہے۔
درود و سلام کی فضیلت و عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جتنی عبادتیں اور ذکر و اذکار ہیں وہ سب کے سب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہیں اور درود شریف رب تعالیٰ کی سنت ہے۔

درود شریف کے فضائل احادیث کی روشنی میں:

(1) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من صلّی علیّ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشراً۔

(الصحیح المسلم ج 1 ص 180۔ مشکوۃ شریف ص 86 باب الصلوۃ)

سرکار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجا اللہ رب العزۃ اس پر دس مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے۔

(2) عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلّی علیّ صلوٰۃً واحدۃً صلی اللہ علیہ عشر صلواتٍ و حطت عنہ عشر حطیئاتٍ ورفعت لہ عشر درجات

(مشکوۃ شریف ص 86)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ عزوجل اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔

(3) عن عبد اللہ بن عمرٍو یقول من صلّی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃً صلی اللہ علیہ و ملٰئکتہ سبعین صلوۃً۔

(مشکوۃ شریف ج 1 ص 87)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ایک بار درود شریف پڑھے اللہ عزّوجل اس پر ستر بار درود بھیجتا ہے۔

(4) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اولی النّاس بی یوم القیامۃ اکثرھم علیّ صلوۃً

(مشکوۃ شریف ج 1 ص 86 باب الصلوۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں قیامت کے دن مجھ سے سب سے قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود پاک پڑھا۔

(5) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انّ للہ ملٰئکۃً سیّاحین فی الارض یبلّغوننی من امّتی السّلام

(مشکوۃ شریف ج 1 ص 86)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(6) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رغم انف رجلٍ ذُکرتُ عندہ فلم یُصلّ علیّ و رغم انف رجُلٍ دخل علیہ رمضان ثمّ انسلخ قبل انّ یغفرلہ و رغم انف رجُلٍ ادرک عندہ ابواہ الکبیر ان و احدھما فلم یدخلاہ الجنّۃ۔

(مشکوۃ شریف ج 1 ص 86 باب الصلوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی ناک خاک میں ملے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے اور اس کی ناک خاک میں ملے جس کے پاس رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت سے پہلے چلا گیا اور ناک خاک میں ملے اس شخص کی جس نے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو ان کے بڑھاپے میں پایا اور انھوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا یعنی ان کی خدمت واطاعت نہ کی کہ جنت کا مستحق ہوتا۔

(7) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال انّ الدّعا موقوف بین السّماء والارض لا یصعد منها شئ حتّی نصلّی علی نبیّک۔

(مشکوۃ شریف ص 87)

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے چڑھ نہیں سکتی جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک نہ پڑھا جائے۔

(8) عن ابیّ بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انّی اکثر الصلوۃ علیک فکم اجعل لّک من صلوٰتی فقال ماشئت قُلت الرّبع قال ماشئت فان زدتّ فھو خیر لّک قلت النصف قال ماشئت فان زدت فھو خیر لّک قلت فالثلثین قال ماشئت فان زدت فھو خیر لّک قلتُ اجعل لک صلوتی کلّھا قال اذاًیکفی ھمّک ویکفّر لک ذنبک۔

(مشکوۃ شریف ص 86)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بکثرت دعا مانگتا ہوں تو اس میں سے حضور

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں فرمایا جو تم چاہو اور عرض کی چوتھائی فرمایا جو تم چاہو اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتری ہے میں نے عرض کی نصف فرمایا جو تم چاہو اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بھلائی ہے میں نے عرض کی دو تہائی فرمایا جو چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے تو میں نے عرض کیا تو کل درود ہی کے لیے وقت مقرر کروں فرمایا ایسا کرو گے تو تمہارے درود کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(9) عن ابی طلحۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جاء ذات یومٍ و البشر فی وجھہ فقال انّہ جاء نی جبرئیل فقال انّ ربّک یقول اما یُرضیک یا محمّد ان لاّ یصلّی علیک احد من امتک الاّ صلّیت علیہ عشراً ولا یسلّم علیک احدا من امتک الاّ سلّمتُ علیہ عشراً۔

(مشکوۃ شریف ج 1 ص 86 باب الصلوٰۃ)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور بشاشت چہرۂ اقدس میں نمایاں تھی فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے کیا آپ راضی نہیں کہ آپ کی امت میں جو کوئی آپ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے میں اس پر دس بار رحمتیں بھیجوں گا اور آپ کی امت میں جو کوئی آپ پر ایک بار سلام بھیجے میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ☆ ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

(10) عن علیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم البخیل الّذی من ذکرت عندہ فلم یُصلّ علیّ۔

(مشکوۃ شریف ج 1 ص 86 باب الصلوۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پورا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں تمہارے لیے نور ہوگا۔

(1) سولہ سو حج کا ثواب:

ایک روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو جہاد کرے اور اسلام کو پھیلائے تو چار سو حج کا ثواب پائے یہ سن کر جو لوگ حج اور جہاد کی طاقت نہیں رکھتے تھے وہ بہت زیادہ غمگین ہو گئے تو اللہ تبارک وتعالی نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی بھیجی کہ اے محبوب! جو امتی آپ پر درود شریف بھیجے گا وہ چار سو غزوات کا ثواب پائے گا اور ہر غزوہ کا ثواب چار حج کے برابر ہوگا۔

(فیضان سنت 483)

(2) سب سے زیادہ بخیل کون:

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں آدمی کی بخیلی کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

(مشکوۃ شریف ج 1 ص: 87، باب فضائل اعمال ص: 755)

(3) درود شریف کی وجہ سے فرشتے کی توبہ قبول ہوئی:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات جو عجائبات دیکھے ان میں سے ایک یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک فرشتے کے

پر جلے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل اس فرشتے کو کیا ہوا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس فرشتے کو اللہ تعالی نے ایک شہر تباہ کرنے کے لیے بھیجا تھا یہ فرشتہ وہاں گیا تو ایک معصوم شیر خوار بچہ کو دیکھا اور فرشتے کو اس پر رحم آ گیا پھر واپس آ گیا۔ تو اللہ تبارک وتعالی نے اسے سزا دی یہ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل کیا اس فرشتے کی توبہ قبول ہوسکتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ قرآن پاک میں اللہ تعالی کا فرمان موجود ہے ،، انی لغفارٌ لمن تاب ،، یعنی جو توبہ کرے میں اسے بخش دیتا ہوں یہ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الہی میں عرض کی یا اللہ اس پر رحم فرما اور اس کی توبہ قبول فرما اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا اے میرے محبوب اس کی توبہ یہ ہے کہ آپ پر ایک بار درود شریف پڑھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس فرشتے کو اللہ تعالی کا حکم سنایا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس بار درود پڑھا تو اللہ تبارک وتعالی نے اس فرشتے کو بال و پر عطا فرمائے اور وہ اڑ گیا اور ملائکہ میں شور برپا ہو گیا کہ اللہ تعالی نے درود پاک کی برکت سے اس پر رحم فرمایا ہے۔

(رونق المجالس ج 2 ص 404)

(4) میدان حشر میں پیاس سے حفاظت:

اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے موسی کیا تو چاہتا ہے کہ میدان محشر میں پیاس سے محفوظ رہے تو موسی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں میرے رب میں چاہتا ہوں کہ میں محشر میں پیاس سے محفوظ رہوں تو اللہ تعالی کا حکم ہوا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زبان سے زیادہ درود پڑھو!

(جذب القلوب ص 266)

روایت ہے کہ جب محشر میں قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں حساب کے لیے جائیں گے تو حکم ہوگا کہ بہشت میں داخل ہو کہ تم میرے محبوب پر درود شریف بہت پڑھا کرتے تھے۔

(5) شفیع محشر:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے تو قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں گا۔

(القول البدیع۔ فیضان سنت)

(6) خیر کی چابی:

سیدنا ابوالعباس تیجانی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا خیر کی چابی ہے، عیوب و معارف کی چابی ہے، انوار واسرار کی چابی ہے۔ جو شخص اس سے الگ ہو گیا وہ کٹ گیا اور دھتکارا گیا، اس کے لیے اللہ تعالی کے قرب سے کوئی حصہ نہیں۔ آپ نے اپنے کسی مرید کو نصیحت کے لیے خط لکھا تو اس میں فرمایا اللہ تعالی کے ذکر میں سے وہ ذکر جس کا فائدہ بہت بڑا ہے اور جس کا پھل بڑا میٹھا ہے، جس کا انجام شاندار ہے وہ اللہ تعالی کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ہے کیونکہ درود شریف پڑھنا دنیا و آخرت میں ہر بھلائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی کو دفع کرتا ہے جس نے یہ نسخہ استعمال کیا وہ اللہ تعالی کے بڑے بڑے دوستوں میں ہوگا۔

(سعادۃ الدارین ج 1 ص 100)

(7) ہر قطرہ سونا:

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالی اس درود شریف کے پڑھنے والے کی سانس سے ایک سفید بادل پیدا فرماتا ہے پھر اسے برسنے کا حکم دیتا ہے جب وہ بادل برستا ہے تو رب تعالی زمین پر برسنے والے ہر قطرے سے سونا پیدا فرماتا ہے اور پہاڑ پر گرنے والے ہر قطرے سے چاندی پیدا فرماتا ہے اور کافر پر گرنے والے ہر قطرے کی برکت سے اس کو ایمان کی دولت نصیب فرماتا ہے۔

(جذب القلوب ص268)

(8) فرشتے درود شریف بھیجتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کتاب میں درود شریف لکھتا ہے صبح و شام فرشتے اس پر درود شریف بھیجتے ہیں جب تک کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اس کتاب میں باقی رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص کتاب میں درود شریف لکھتا ہے تو گویا اس کی درود خوانی ہمیشہ جاری رہتی ہے جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں رہتا ہے۔

(سرور القلوب ص۔ فیضان سنت ص490)

مولای صل و سلم دائما ابداً ★ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

(9) حضرت خواجہ احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید مکہ مکرمہ میں فوت ہوا اور اس کو جنت المعلّٰی میں دفن کر دیا تو وہاں ایک بزرگ صاحب کشف بھی تھے انھوں نے کشف کی نظر سے دیکھا کہ حضرت ملک

الموت علیہ السلام اس مرنے والے کی قبر میں جنت سے فرش لا رہے ہیں کبھی جنت سے قندیلیں لا رہے ہیں اور ملک الموت نے خود قبر میں فرش بچھایا قندیلیں نصب کیں اور قبر تا حد نظر کھل گئی اور جب صاحب کشف نے یہ منظر دیکھا تو دل میں رشک پیدا ہوا کہ کاش مجھے بھی اللہ تعالی ایسی ہی قبر نصیب کرے اتنا دل میں خیال آنا تھا کہ ملک الموت نے اس صاحب کشف کی طرف دیکھا اور فرمایا یہ کونسی مشکل بات ہے جو مومن بھی درود پاک پڑھے جو شیخ احمد بن ادریس کی طرف منسوب ہے اسے اللہ تعالی ایسی ہی قبر عطا فرمائے گا۔

(جامع کرامات اولیا ج 1 ص 569)

(10) نیکی لکھنے والے فرشتے کو تھکا دیا:

ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں موسم بہار میں گھر سے باہر نکلا اور یوں درود شریف پڑھنے لگا یا اللہ درود بھیج اپنے حبیب ﷺ پر درختوں کے پتوں کے برابر، یا اللہ درود بھیج اپنے نبی ﷺ پر پھولوں اور پھلوں کی گنتی کے برابر، یا اللہ درود بھیج اپنے رسول ﷺ پر سمندروں کے قطروں کے برابر، یا اللہ درود بھیج ریگستان کی ریت کے ذروں کے برابر، یا اللہ درود بھیج اپنے حبیب ﷺ پر ان تمام چیزوں کی گنتی کے برابر جو سمندروں اور خشکی میں ہیں تو غیب سے آواز آئی اے بندے! تو نے نیکیاں لکھنے والے فرشتے کو قیامت تک تھکا دیا اور تو رب کریم کی بارگاہ میں جنت کا حقدار ہوا اور وہ بہت اچھا گھر ہے۔

(نزہۃ المجالس ج 2 ص 109)

(11) سوحاجتیں پوری ہوں:

حضرت شیخ حافظ احمد بن موسی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص نماز فجر کے بعد بغیر کلام کیئے مجھ پر سو بار درود شریف پڑھے اللہ تعالی اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، تیس دنیا میں اور ستر جمع رکھے گا (یعنی ستر آخرت میں پوری ہوں گی) عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود شریف کس طرح پڑھنا چاہیے تو حضوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ و ملائکتہ یُصلّو علی النبی یٰایّھاالّذین آمنوا صلّوا علیہ و سلّموا تسلیماً (جذب القلوب ص 272) منکر نکیر ہم سے جب سوال پوچھیں گے ہم درود پڑھ دینگے جو ہماری عادت ہے۔

(12) اسی برس کی عبادت کا ثواب:

ابن الشکول ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھے بغیر یہ درود شریف پڑھے اللّھمّ صلّ علی محمدن النّبیّ الامّی وعلی آلہ وسلّم تسلیماً تو اس کے اسی برس کے گناہ بخشے جائیں گے اور اسی برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا، یہاں عفو گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہیں گناہ کبیرہ نہیں اور صغیرہ گناہوں کی بھی معافی دل کے اخلاص اور درود شریف کی مقبولیت پر موقوف ہے۔

(الکلام الاوضح۔ فیضان سنت ص:487)

(13) علی بن عیسیٰ وزیر نے فرمایا کہ میں کثرت سے درود پاک پڑھا کرتا تھا اتفاقاً مجھے بادشاہ نے وزارت سے معزول کر دیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دراز گوش پہ سوار ہوں اور پھر دیکھا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں میں براہ ادب جلدی سواری سے اتر کر پیدل ہو لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! اپنی جگہ واپس چلا جا۔ آنکھ

کھل گئی صبح ہوئی تو بادشاہ نے مجھے بلا کر وزارت سونپ دی یہ برکت درود پاک کی ہے۔

(سعادۃ الدارین ج1 ص134۔ فضائل اعمال ص643)

(14) دوزخ کی آگ بھی جلا نہ سکے گی:

ایک مرتبہ کسی سوداگر کا جہاز سمندر میں جا رہا تھا اس میں ایک آدمی روزانہ درود پاک پڑھا کرتا تھا ایک دن وہ درود شریف پڑھ رہا تھا تو دیکھا کہ ایک مچھلی جہاز کے ساتھ آ رہی ہے اور وہ درود پاک سن رہی ہے بعد ازاں! وہ مچھلی اتفاق سے شکاری کی جال میں پھنس گئی شکاری اس کو پکڑ کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے لے گیا ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے خریدی اس ارادے کے ساتھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت کروں گا وہ مچھلی لے کر گھر گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا اس کو اچھی طرح پکاؤ اس نے مچھلی کو ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر رکھ دی اور نیچے آگ جلائی پکنا تو در کنار آگ بھی نہ جلتی تھی جب آگ جلائے تو بجھ جاتی تھک ہار کر دربار رسالت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی آگ تو کیا اسے دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی ہے کیونکہ جہاز پر ایک آدمی درود شریف پڑھ رہا تھا اور یہ سن رہی تھی۔

(سعادۃ الدّارین ج1 ص100)

(15) دلائل الخیرات لکھنے کی وجہ:

حضرت سیدنا محمد بن سلیمان جزولی علیہ الرحمہ جو دلائل الخیرات کے مصنف ہیں آپ ایک جگہ تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا آپ نے وضو کا ارادہ فرمایا دیکھا تو ایک کنواں ہے جس میں پانی بھی موجود ہے

لیکن پانی نکالنے کے لیے کوئی سامان موجود نہیں تھا آپ اسی فکر میں تھے کہ ایک بچی نے مکان سے جھانکا اور پوچھا آپ کیا تلاش کر رہے ہیں فرمایا بیٹی مجھے وضو کرنا ہے مگر پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ نہیں اس بچی نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے تو آپ نے فرمایا مجھے محمد بن سلیمان جزولی کہتے ہیں یہ سن کر اس بچی نے کہا آپ کی تعریف کے یہاں تو ڈنکے بج رہے ہیں مگر کنویں سے پانی نکال نہیں سکتے یہ کہہ کر اس بچی نے اپنا تھوک اس کنویں میں ڈالا تو فوراً پانی کناروں تک آ کر زمین پر بہنے لگا آپ نے وضو کیا اور نماز سے فارغ ہو کر اس بچی سے قسم دے کر پوچھا بیٹی! یہ تو نے کمال کیسے حاصل کیا ؟بچی نے کہا: جو کچھ آپ نے دیکھا اس ذات گرامی پر درود شریف پڑھنے کی برکت ہے اگر آپ جنگل میں چلے جائیں تو درندے، چرندے آپ کے دامن میں پناہ لیں یہ سن کر شیخ جزولی علیہ الرحمہ نے قسم کھائی کہ درود شریف کے متعلق ایک کتاب لکھوں گا تب آپ نے یہ کتاب لکھی۔

(سعادۃ الدّارین ص 144)

(16) ظالم بادشاہ کی ہلاکت:

ایک شخص ظالم بادشاہ کے ظلم کا شکار رہوا اس کا بیان ہے کہ میں جنگل کی طرف بھاگ گیا ایک جگہ ایک خط کھینچ کر یہ تصور کیا کہ یہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ مقدس ہے اور میں نے ایک ہزار بار درود شریف پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ میں اس روضہ مبارک کو تیرے دربار میں شفیع بناتا ہوں مجھے اس ظالم بادشاہ کے خوف سے چھٹکارا عطا فرما غیب سے آواز آئی میرا حبیب بہت اچھا شفیع ہے وہ اگرچہ مسافت میں بہت دور ہے لیکن مرتبے اور بزرگی میں قریب ہے جا ہم نے تیرے دشمن کو ہلاک کر

میں واپس آیا تو پتہ چلا کہ وہ ظالم بادشاہ مر چکا ہے۔

(نزہۃ المجالس ج 2 ص 98)

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل ☆ جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر وہ لہو کیا ہے

ہمیں اس تھوڑی سی زندگی میں آخرت کا سامان جمع کرنا ہے مولی تعالی اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کی نیک توفیق عطا فرمائے جو دارین کی سعادت ہے۔

مادر علمی: جامعہ صدیقیہ سوجا شریف

ساکن: پاندھی کا پار، رامسر باڑمیر

☆فضیلت نماز اوابین☆

روشن دین صدیقی بن محمد سلیمان م
تعلم جماعت سابعہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

بارگاہ احدیت میں ثنا وستائش، دربار رسالت میں درود وسلام اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل واصحاب کی بارگاہ میں گلہائے مناقب وعقیدت نچھاور کرنے کے بعد سب سے پہلے ہم اور آپ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مولی تعالی نے اپنے محبوب کے ذریعہ ہمیں جن جن باتوں کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اسے پورا کرنے کی طاقت وصلاحیت بھی عطا فرمائی۔ یوں سمجھئے کہ اللہ تعالی نے ہماری تخلیق وتعمیر میں پہلے طاقت و صلاحیت دی پھر اسی طاقت کے برابر عمل وسعی کا حکم دیا، ایسا ہرگز نہیں کہ مو لی تعالی نے وہ بوجھ اٹھانے کا حکم دیا ہے جسے اٹھانے کی قوت وصلاحیت ہمارے اندر نہیں، بڑے واضح انداز میں فرمادیا کہ ''لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا'' (اللہ تعالی کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر)

مگر آج خالق کائنات جل مجدہ کی امانت کا بار اٹھانے والا انسان اپنے مقصد تخلیق کو فراموش کرکے مالی ترقی کی جتنی بلندی پر پہنچتا جارہا ہے اسی قدر روحانی پستی کا گراف بھی نیچے ہوتا جارہا ہے۔ ہم بے مقصد زندگی گزار رہے ہیں یہ سب آخر کب تک کاش ہم وما خلقتُ الجنّ والانس الآ لیعبدون (الذٰریت 56) ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا) کے منشائے الٰہی کو جان جاتے پھر یقیناً ہمیں مقصد تخلیق اور سراغ زندگی کا نور ویقین مل جاتا، ذرا غور کیجیے ریت میں منہ

چھپا کر کب تک ہم اپنی خیریت مناتے رہیں گے، ہر آنے والے چوبیس گھنٹے ہماری عمر کی چوبیس ہزار سانسوں کو نگلتے جا رہے ہیں، ہر نئی رات ہمیں قبر کی تاریکی کے قریب کرتی جا رہی ہے، ہر نیا سورج ہمارے اور ملک الموت کے درمیان دوری کو کم کرتا جا رہا ہے میرے عزیز یہ ایسی سچائی ہے جس سے منکر خدا بھی انکار نہیں کرتا پس غفلت کیوں؟ جب ہمیں ان حالات سے بہر حال گزرنا ہے تو پس اس کے لیے تیاری بھی کرنی ہے، یہی عقل صحیح اور قلب سلیم کی پکار ہے، خواب غفلت سے جاگنا ہوگا اور جب خود بیدار ہو جائیں تو پھر سوتوں کو جگانا ہوگا۔ عزیزو! کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے ہماری حالت سدھارنے آئیں گے جبکہ دوٹوک الفاظ میں ہم سے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیّروا ما بانفسھم

(الرعد 11)

فضیلت صلوٰۃ اللیل اور قرآن حکیم:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ارشاد فرماتا ہے:

(1) و اقم الصّلوۃ طرفی النھار و زلفاً مّن اللیل ان الحسناتِ یذھبن السیاٰت ذالک ذکری للذّاکرین۔

(ھود 114)

دن کے دونوں کناروں (صبح شام) اور کچھ رات گزرنے کے بعد نماز قائم کرو بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

(2) قُم اللیل الاّ قلیلاً (المزمل 20) رات میں قیام کر سوائے کچھ رات کے۔

(3) ومن انآئ اللیل فسبح (طٰه 131) اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو! (کنز الایمان)

(4) ھو الّذی جعل اللیل و النّھار خلفۃ لمن اراد ان یّذکر او اراد شکوراً (الفرقان 62) اور وہی ہے جس نے رات و دن کی بدلی رکھی اس کے لیے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے۔ (کنز الایمان)

(5) ومن الّلیل فسبحہ و ادبار السجود (قٓ 40) اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد (کنز الایمان)

(6) واذکر سم ربک بکرۃ و اصیلا و من الّلیل فاسجدلہ وسبّحہ لیلاً طویلاً. (الدھر 25-26) اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولو۔

(7) تتجا فیٰ جنوبھم عن المضا جع یدعون ربّھم خوفاً وّطمعاً و مما رزقنا ھم ینفقون (السجدہ 16) ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے ہیں اور امید کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

فضائل نوافل حدیث کی روشنی میں:

(1) عن امّ حبیبۃ تقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من صلّیٰ اثنتی عشر رکعۃً فی یومٍ و لیلۃٍ بُنِیَ لہ البیت فی الجنّۃ قالت امّ حبیبۃ فماتر کتھن منذ سمعتھن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(مسلم شریف ج 1 ص 251 مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے رات و دن میں بارہ رکعتیں

پڑھیں اس کے لیے جنت میں محل بنایا جائے گا ام المومنین امّ حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان کو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سننے کے بعد نہیں چھوڑا۔

(2) عن امّ حبیبۃ زوج النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انّھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یقول ما من عبد مسلم یصلّی للہ کلّ یوم اثنتی عشر رکعۃ تطوّعاً غیر فریضۃ الاّ

بنی اللہ لہ بیتاً او الاّ بُنی لہ بیت فی الجنّۃ۔

(مسلم شریف ج 1 ص: 251 مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو بھی مسلمان اللہ تعالی کے لیے ہر روز با (12) رکعت نفل (سنت و فرائض کے علاوہ) ادا کرتا ہے اللہ تعالی اس کا گھر جنت میں بنا دیتا ہے یا جنت میں اس کا گھر بنا دیا جاتا ہے۔

فضیلت نماز اوابین:

(1) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من

صلّی بعد المغرب ستّ رکعات لم یتکلم فیھا بینھن بسوءٍ عدلن لہ بعبادۃ ثنتی

عشرۃ سنۃً رواہ الترمذی و ابن ماجہ۔

(کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی فضل التطوع و ستّ رکعاتٍ بعد المغرب۔ترمذی شریف

ج 1 ص: 98 مطبوعہ اشرفیہ دیوبند۔کتاب اقامۃ الصلوۃ و السنۃ فیھا باب ماجاء فی ستّ رکعاتٍ بعد

المغرب۔ابن ماجہ ج 1 ص 81 اشرفیہ دیوبند) (غنیۃ الطالبین ص 470 فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اشارہ فرمایا جو شخص مغرب نماز کے بعد چھ (6) رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے اس کے لیے یہ نفل بارہ 12 سال کی عبادت کے برابر شمار ہوں گے۔

(2) عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہا عن النبیﷺ قال من صلیٰ بعد المغرب عشرین رکعة بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنّة۔

ام المومنین حضرت ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص مغرب کے بعد بیس 20 رکعت پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص 420 فاروقیہ بکڈپو دہلی، ترمذی شریف ج 1 ص 98)

(3) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فی ھذہ الآیة تتجا فی جنوبھم عن المضا جع یدعون ربھمخو فاً و طمعاً و ممّا رزقنٰھم ینفقون قال کانوا یتیقظون ما بین المغرب و العشاء یصلون۔

(ابوداؤد شریف ج 1 ص 187 سعد بکڈپو دیوبند)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیت (ان کے پہلو جدا ہوتے ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہین اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ صحابہ کرام مغرب وعشاء کے درمیان نفل پڑھا کرتے تھے۔

(4) عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ من عکف نفسه فیما بین المغرب و العشاء فی مسجد جماعة لم یتکلم الا بصلوة او بقرآن کان حقاً علی اللہ سبحانہ وتعالی ان یبنی لہ قصرین فی الجنة سیر کل قصر فیھا مائة عام و یغرس لہ بینھما غراسا لو طافه اھل الارض لوسعھم۔

(احیاء العلوم عربی ج 1 ص 363 بمبئی۔ قوت القلوب عربی ص 66)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آقا ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے کہ جو شخص مغرب وعشا کے درمیان مسجد میں اعتکاف

کرے اور سوائے نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کے باتیں نہ کرے تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں دو محل بنائے گا جس کے درمیان سو 100 برس کی مسافت حائل ہو گی اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ کو درختوں سے آراستہ کردے گا اگر پورے دنیا والے اس میں پھیرا لگانا چاہیں تب بھی اس میں سب کی گنجائش ہو گی۔

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مغرب کے بعد کسی سے بات کیے بغیر اگر کسی نے چار رکعتیں پڑھیں تو یہ رکعتیں اس کے لیے علیین میں لکھی جائیں گی اور ثواب میں یہ شخص اس کے مثل ہو جاتا ہے جس نے شب قدر میں مسجد اقصی میں نماز ادا کی یہ نماز آدھی رات کے قیام سے بہتر ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص470 فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

(6) حضرت شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے بالا سناد بحوالہ حضرت ابوبکر صدیق بیان کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھیں تو وہ اس شخص کے مانند ہو گیا جس نے حج پر حج کیا ہو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اگر کوئی شخص چھ 6 رکعتیں ادا کرے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(غنیۃ الطالبین ص470 فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

(7) ہشام بن عروہ نے بروایت اپنے والد، ام المومنین ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا قول نقل کیا وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مغرب وعشا کے درمیان بیس 20 رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار فرمائے گا۔

(غنیۃ الطالبین ص 471 فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

(8) ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ مغرب وعشا کے مابین نفل پڑھا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ ناشئۃ اللیل (تہجد کی نماز) کے قائم مقام ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص 471 فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

(9) حضرت عبد الرحمن بن اسود نے اپنے چچا کا قول نقل کیا انھوں نے فرمایا: مغرب وعشا کے درمیان جب بھی میں ابن مسعود کے پاس جاتا آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پاتا وہ فرماتے تھے کہ یہ غفلت کی گھڑی ہے اس لیے نماز پڑھتا ہوں۔

(غنیۃ الطالبین ص 471 فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

شعر:

شب تاریک دوستان خدا　　　می بتابد چوں روز درخشندہ
ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خدا کے دوستوں کی راتیں روز روشن کی طرح تابناک رہتی ہیں۔
یہ سعادت بازو کے زور سے نہیں بلکہ خدا کے عطا کرنے سے ہے۔

چشمہائے عاشقاں را خواب نیست　　　یک زماں آں چشمہا بے خواب نیست
خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار　　　چشم او چوں شمع بایدا شک بار

عاشقان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں غفلت کی نیند نہیں ہوتی نہ ان کی آنکھیں اشک باری سے خالی رہتی ہیں۔

ایسی نیند کو عاشقوں کی آنکھوں سے کیا واسطہ ان کو آنکھیں تو شمع کے مانند بہتی رہتی ہیں۔

(10) روت ام سلمة و ابو هريرة رضی الله تعالی عنهما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انه قال من صلی ست رکعات بعد المغرب عدلت له عبادة سنة کاملة او کانه صلی ليلة القدر۔

(احیاء العلوم عربی ص 363۔قوت القلوب عربی ص 66)

ام المومنین سیدتنا ام سلمہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے نماز مغرب کے بعد چھ 6 رکعتیں پڑھیں تو اس کے حق میں پورا سال عبادت کرنے کے برابر ثواب ہے یا فرمایا گویا کہ اس نے شب قدر میں نماز پڑھی۔

(11) و قال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من رکع عشر رکعاتٍ مابین المغرب و العشاء بنی الله له قصراً فی الجنة فقال عمر رضی الله تعالی عنه اذاً تکثر قصورنا فقال الله اکثر و افضل او قال اطیب۔

(احیاء العلوم عربی ص 363۔قوت القلوب عربی ص 66)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے مغرب وعشا کے درمیان دس 10 رکعتیں پڑھیں اللہ عزّوجل جنت میں اس کے لیے ایک محل بنائے گا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی تب تو ہمارے محل بہت زیادہ ہوجائیں گے تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالی سب سے زیادہ کثرت وفضل فرمانے والا ہے یا فرمایا زیادہ پاک ہے۔

(12) قيل لعبد الله مولی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم هل کان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یامر بصلوة غیر المکتوبة قال مابین المغرب و العشاء۔

(احیاء العلوم عربی 364۔ قوت القلوب عربی ص 65)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آزاد کردہ غلام سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرض نماز کے علاوہ بھی کسی نماز کا حکم فرمایا کرتے تھے فرمایا مغرب وعشا کے درمیان نماز کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

(13) وقال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من صلّی مابین المغرب والعشاء فذالک صلوۃ الاوّابین۔

(احیاء العلوم عربی 364۔ قوت القلوب عربی ص 66)

ایک روایت میں ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا مغرب وعشا کے درمیان نماز اوابین (یعنی بہت توبہ کرنے والوں کی نماز) ہے

(14) وقال احمد بن ابی الحواری قلت لابی سلیمان الدارانی ااصوم النہار واعشی بین المغرب والعشاء احبّ الیک او افتر بالنہار واحی ما بینھما فقال اجمع قلت ان لم یتیسّر قال افتر وصلّ بینھما۔

(احیاء العلوم عربی 364۔ قوت القلوب عربی ص 66)

حضرت سیدنا احمد بن ابو حواری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سفیان دارانی سے عرض کی کہ میں دن میں روزہ رکھوں اور مغرب وعشا کے درمیان کھانا کھاؤں آپ کے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے یا پھر یہ کہ میں روزہ ترک کروں اور مغرب وعشا کے درمیان عبادت کروں تو انھوں نے فرمایا ان دونوں کو جمع کرو میں نے کہا کہ اگر دونوں کا جمع کرنا آسان نہ ہو تو فرمایا روزہ ترک کردو اور مغرب اور عشا کے درمیان عبادت کرو۔

اوّابین کا وقت:

اوّابین کی نماز مغرب کی نماز کے فوراً بعد ادا کی جاتی ہے اس کے بیشمار فضائل ہیں ہو سکے تو اس نماز کے ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے ،محنت کم مگر الحمدللہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

جب سورج غروب ہو جائے تو نماز مغرب پڑھنے کے بعد ،مغرب وعشا کے درمیانی وقت کو عبادت میں صرف کرے اس وظیفہ کا آخری وقت جب شفق غائب ہوجائے ،شفق سے مراد وہ سرخی ہے جس کے غائب ہونے کے ساتھ عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے فلا اقسم بالشفق ،تو مجھے قسم ہے شام کے اجالے کی (پ 3 الانشقاق 16) اس وقت کی نماز کو نا شئة الليل کہتے ہیں کیونکہ یہ رات کی ساعتیں آنے کا اول وقت ہے اور یہ وقت ان اوقات میں سے ہے جو اس فرمان باری تعالی میں مذکور ہے ومن آناء الليل فسبح اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو (پ 16 طه 13) اس سے مراد یہی صلوۃ اوّابین ہے نیز اس فرمان باری تعالی ،، وتتجا فی جنوبھم عن المضاجع ،، (پ 2 السجدہ 16) سے بھی یہی صلوۃ اوّابین مراد ہے۔

(احیاءالعلوم 351)

حضرت سیدنا امام حسن بصری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ابن ابی زیاد نے اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے آپ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: الصّلوۃ بین العشائین یہ رات والی نماز ہے مغرب اور عشا کے درمیان۔

پھر ارشاد فرمایا: علیکم با الصّلوۃ بین العشائین فانّھا تذھب

بملاغات النہار و تنہدب آخرہ تم پر مغرب و عشا کے درمیان نماز لازم ہے کیو نکہ یہ دن کے لغویات کو لے جاتی ہے اور اس کے آخر کو صاف کرتی ہے۔

(احیاء العلوم 351)

اوّابین کا طریقہ:

کہا گیا ہے کہ اوّابین کی پہلی والی دونوں رکعتوں میں قل یا ایھا لکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھنا مستحب ہے تا کہ نماز جلدی ختم ہو جائے اس لیے کہ یہ دو رکعتیں مغرب کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں، باقی چھ 6 رکعتوں میں اگر چاہے تو قرات طویل کرے۔

(غنیۃ الطالبین ص470)

مغرب اور عشا کے درمیان پڑھی جانے والی دو رکعتوں میں سورہ بروج اور سورہ طارق پڑھے اور اس کے بعد دو رکعتیں اور پڑھنی چاہیں ان میں سے پہلی رکعت میں سورہ بقر کی پہلی آیات اور والھکم الہ واحد کے بعد والی دو آیتیں اور پندرہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں آیۃ الکرسی، آمن الرسول اور پندرہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے، آخر کی دو رکعتوں میں سورہ زمر اور سورہ واقعہ سے جو کچھ چاہے پڑھے۔

(عوارف المعارف اردو ص527 ارشد برادرس دہلی)

شرم نداری کہ گناہ می کنی نامہ خود را سیاہ می کنی
سگ نہ کند در صف بیگانگاں آنچہ تو در حضرت شاہ می کنی
ہر نفس زانفاس عمرت گوہریست گوہر انفاس را ضائع مکن

عزیزانِ گرامی: آج کی زندگی میں اگر ہم نے اپنی نافرمانی و غفلت سے اپنے ظاہر و باطن کو نہ بچایا تو کل یوم آخرت ہمارے بوجھ کو نہ

باپ دادا اٹھانے پر تیّار رہوں گے نہ شوہر و بیوی نہ بھائی و دوست اٹھانے کے لیے آگے آئیں گے، ولا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ ۔ (بنی اسرائیل)اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

ہمیں اس تھوڑی سی زندگی میں آخرت کا سامان جمع کرنا ہے اس میں ہم سب کی فلاح وصلاح ہے۔

مولی تعالی اپنے حبیب کے صدقے ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔بجاہ نبیہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

مادر علمی: جامعہ صدیقیہ (سوجا شریف)

ساکن: پیرو کا تلا، سیڑوا، باڑمیر (راج)

☆ تہجد کی فضیلت ☆

احمد علی صدیقی بن موٹو خان

متعلم: جماعت سابعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العلمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و علی آلک و اصحابک یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اللہ تعالی نے تہجد کا حکم پہلے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو دیا اس کے بعد ساری امت کو اس کی ترغیب دی قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس کا تذکرہ ہے اور احادیث کریمہ میں اس کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، اس سلسلہ میں ہم پہلے قرآن کریم کی وہ آیات ذکر کریں گے جس سے مفسرین کرام نے تہجد مراد لی ہے پھر تہجد کی فضیلت میں آنے والی احادیث بیان کریں گے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

(1) و من الّیل فتھجّد بہ نا فلۃً لّک عسی ان یّبعثک ربّک مقاماً محمودا۔ (بنی اسرائیل 79)

اور کچھ رات قرآن کے ساتھ جاگتے رہو یہ تمہارے لیے مزید قربت ہے یقیناً تمہارا رب مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

(2) والّذین یبیتون لِربھم سجداًوّ قیاماً۔ (الفرقان 64)

وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزار دیتے ہیں یعنی غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدے میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔

(3) یاایّھا المزمّل قُم الّیل الاّ قلیلاً نّصفہ اوِا نقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتّل القرآن ترتیلاً۔ (المزمّل 1-2-3-4)

اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو (نماز) میں کھڑا رہا کرو مگر

تھوڑی رات یعنی نصف رات یا اس سے کسی قدر کم کردو یا نصف سے کچھ بڑھادو اور قرآن خوب صاف پڑھو۔

(4) انّ ربّک یعلم انک تقوم ادنیٰ من ثلثی الّیل. (المزمّل 30)

بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ رات کو دوتہائی حصہ (نماز کے لیے) کھڑے ہوتے ہیں۔

(5) انّ ناشئۃ الّیل ھی اشدّ وطاً واقوم قیلاً. (المزمل 6)

بیشک رات کا اٹھنا (خواہشات) کوروندنے والا اور بات کو درست کرتا ہے۔

تہجد کے فضائل احادیث کی روشنی میں:

(1) عن ابی ہریرۃ عن النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال اذا استیقظ الرجل من الّیل وایقظ امراتہ وصلیا رکعتین کتبا من الذّاکرین والذّاکرات ۔

(سنن ابن ماجہ ج 2 ص 95)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص رات میں بیدار رہو اور اپنی اہلیہ کو جگائے پھر دونوں دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔

(2)۔عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احبّ الاعمال الی اللہ ادومُھا وان قلّ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 266)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اعمال میں زیادہ پسندیدہ اللہ عزّ وجل کو

وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔

(3)۔عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم بقیام اللیل فانّہ داب الصالحین قبلکم وھو قربۃ لکم الی ربّکم ومکفرۃ السّیات ومنھاۃ الاثم

(مشکوۃ المصابیح ص 90)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ قیام اللیل کو اپنے اوپر لازم کرلو یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے رب کی طرف قربت کا ذریعہ گناہوں کو مٹا نے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔

(4)عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عبد اللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم من اللیل فترک قیام اللیل۔

(الصحیح البخاری ج 1 ص 154)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تو فلاں کی طرح نہ ہونا جو رات میں اٹھتا تھا پھر رات کو اٹھنا چھوڑ دیا۔

(5)عن ابی مالک الاشعریّ رضی اللہ تعا لی عنہ عن النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انّ الجنۃ غرفاً یریٰ ظاھرھا من باطنھا وباطنھا من ظاھرھا اعد اللہ لمن اطعم الطعام وافشی السلام وصلی باللّیل والنّاس نیام۔

(ترغیب وترھیب ج 1 ص 424)

ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالی عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا بیشک جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کا ظاہر دیکھا جاتا ہے اس کے باطن سے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے۔ یہ اللہ

تعالی نے تیار کیا ہے اس شخص کے لیے جو کھانا کھلائے اور سلام کو عام کرے اور رات کو نماز پڑھے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

تہجد کے وقت بیدار ہونے کی نیت سے باوضو سونا:

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آدمی اگر باوضو سوئے اور تہجد کے وقت بیدار ہونے کی نیت سے سوئے تو ایک مبارک اور مستحب کام ہے حق تعالی کی طرف سے بڑے انعامات سے نوازا جاتا ہے حق تعالی کا ارشاد ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین (سورہ بقرہ 262) اللہ تعالی توبہ کرنے والوں سے اور طہارت کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

(6)۔عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ما من مسلم لبیت علی ذکر طاھراً فیتعار من اللیل فیسال خیراً من الدنیا و الآخرۃ الا اعطاہ ایاہ ۔

(ابوداؤد شریف ج 2 ص 687)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں جب بھی کوئی مسلمان ذکر اللہ کے ساتھ باوضو سوتا ہے پھر اس کی آنکھ رات میں کسی وقت کھلتی ہے اور اس وقت وہ اللہ تعالی سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگتا ہے تو اللہ تعالی اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔

(7)۔عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من اتیٰ فراشہ وھو ینوی ان یقوم یصلی من اللیل فغلبتہ عینیہ حتیٰ اصبح کتب ما نوی و کان نومہ صدقۃ علیہ من ربہ۔

(نسائی شریف ج 1 ص 192)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سے نقل

کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے بستر پر اس نیت سے آیا کہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا۔ مگر اس کی آنکھ صبح ہی کے وقت کھلی رات میں نہیں اٹھ سکا تو جو اس نے نیت کی تھی اس عمل کا ثواب اس کے حق میں لکھ دیا گیا اور اس کی نینداس کے حق میں خدا کی طرف سے صدقہ اور بخشش ہے۔

اللہ تعالی کی بارگاہ فضل وکرم کی بارگاہ ہے وہاں گھاٹے اور نقصان کا کوئی تصور نہیں آنکھ کھل گئی اور نماز پڑھ لی تب بھی نور علی نور ہے اور اگر آنکھ نہ کھل سکی سویا ہی رہ گیا جب بھی اسے تہجد کا ثواب مل گیا۔

تہجد کے لیے اٹھنے کے وقت کی دعائیں:

تہجد کا وقت چوبیس گھنٹے میں سب سے بہتر وقت ہے اس وقت جو کوئی اللہ تعالی سے دعا کرتا ہے قبولیت سے سرفراز ہوتا ہے اس وقت نماز سے پہلے بھی دعا کرنی چاہیے اور نماز کے بعد بھی، احادیث میں نماز سے پہلے کی دعائیں وارد ہیں۔

(8) عن عبادة بن الصامت عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من تعار اللّیل فقال

لا الٰہ الّا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الّا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ ثمّ قال اللّھم

اغفرلی۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 155)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو رات میں اٹھے اور یہ دعا پڑھے۔

لا الٰہ الّا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ

قدیر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الّا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ ربّ

اغفرلی۔ پھر جو دعا کرے مقبول ہوگی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔

(9) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی شخص رات کو بیدار ہو تو یوں کہے الحمد للہ الذی ردّ علیّ روحی و عافانی فی جسدی و اذن لی لذکری ، تمام تعریف اللہ تعالی کے لیے جس نے میری روح کو واپس کیا اور جسم میں مجھے عافیت عطا فرمائی اور مجھے اپنے ذکر کا حکم عطا فرمایا۔

(قیام اللّیل)

نماز تہجد کی رکعتیں:

تہجد کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرض نمازوں اور سنن مؤکدہ کی طرح رکعتوں کی تعداد اور کیفیت متعین نہیں فرمائی ہے اس کا وقت تو متعین ہے لیکن کتنی رکعتیں پڑھی جائیں اس کی مقدار نشاط صحت وقوت وشوق و ذوق پر موقوف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً اس نماز میں قراءت اور رکوع وسجود طویل فرمائے تھے رکعتوں کی گنتی احادیث مبارکہ میں مختلف ملتی ہے۔

(1) حضرت عائشہ رضہ اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان میں وتر کی نماز اور فجر کی سنتیں بھی شامل ہیں۔

(بخاری شریف ج 1 ص 153)

(2) مشہور تابعی حضرت مسروق علیہ الرحمہ نے ام المومنین حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز کس طرح

پڑھا کرتے تھے فرمایا کہ فجر کی سنت کے علاوہ کبھی سات رکعت کبھی نو رکعت کبھی گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

(بخاری شریف ج 1 ص 153، تہجد گزار بندے ص 50 مصنف اعجاز احمد اعظمی)

نماز تہجد کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور مسنون رکعتیں آٹھ ہیں اور مشائخ کے ہاں بارہ رکعات کا بھی معمول ہے۔

بعد نماز عشا سو کر جس وقت بھی اٹھ جائے پڑھ سکتے ہیں بہتر وقت دو ہیں، ایک نصف شب، دوسرا آخر شب تہجد کے لیے اٹھنے کا یقین ہو تو وتر رات کو چھوڑ سکتے ہیں اور اس صورت میں وتر کو نماز تہجد کے ساتھ آخر میں پڑھیں یوں کہ کل گیارہ رکعات بن جائیں گی۔

(الفیوضات المحمدیہ ص 48)

قیام اللیل کی آسانی کے اسباب:

جان لو! لوگوں پر رات کا قیام مشکل ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو قیام لیل کی ظاہری اور باطنی شرائط کی آسانی کے ساتھ توفیق دی گئی۔

ظاہری شرائط:

قیام لیل کی ظاہری شرائط چار ہیں۔

(1) زیادہ نہ کھائے کیونکہ اس طرح زیادہ پانی پیئے گا اور اس پر نیند غالب آجائے گی اور کھڑا ہونا مشکل ہوگا، بعض بزرگ دستر خوان کے پاس آکر کہتے ہیں اے مریدین کے گروہ زیادہ نہ کھاؤ اس طرح زیادہ پینا پڑے گا تو زیادہ سوؤ گے اور موت کے وقت بہت زیادہ افسوس ہوگا یہ ایک بڑا ضابطہ ہے یعنی معدے پر کھانے کا بوجھ بہت کم ڈالنا چاہیے۔

(2) دن کو ایسے کاموں کے ذریعے اپنے آپ کو نہ تھکائیں جس

کے ذریعے اعضا تھک جائیں کہ جب اعضا کمزور ہو جاتے ہیں تو یہ بھی نیند کا ایک سبب ہے۔

(3) دن کا قیلولہ نہ چھوڑیں کیونکہ یہ سنت ہے اور قیام لیل پہ مدد کرتا ہے۔

(4) دن کو گناہوں کے بوجھ نہ اٹھائیں کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے بندے اور اسباب رحمت کے درمیان رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا اے ابوسعید میں رات کو آرام سے سوتا ہوں حالانکہ میں قیام لیل کو پسند کرتا ہوں اور وضو کے لیے پانی تیار رکھتا ہوں تو کیا وجہ ہے کہ میں رات کو قیام نہیں کر سکتا ہوں انھوں نے فرمایا تمہارے گناہوں نے تمہیں قید کر رکھا ہے ،حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ جب بازار میں داخل ہوتے اور لوگوں کی فضول لغو باتیں سنتے تو فرماتے میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کی رات بُری رات ہے کیونکہ دن کو نہیں وہ سوتے ہیں۔

بعض علما نے فرمایا اے مسکین جب روزہ رکھو تو دیکھو کس کے پاس اور کس چیز کے ساتھ افطار کرتے ہو کیونکہ بندہ ایک لقمہ کھاتا ہے تو اس کا دل پہلی حالت سے بدل جاتا ہے اور پہلی حالت کی طرف نہیں لوٹتا تو تمام گناہ دل کی سختی پیدا کرتے ہیں اور قیام لیل سے روکتے ہیں اور حاصل تاثیر یہ ہے کہ وہ حرام کھاتا ہے جب کہ حلال لقمہ دل کی صفائی اور اس کی بھلائی متحرک کرنے کا ذریعہ ہے اور یہ تاثیر کسی اور بات سے پیدا نہیں ہو تی دل کی حفاظت کرنے والے لوگ اس بات کو تجربہ کی بنیاد پر جانتے ہیں جب کہ شریعت بھی اس کی گواہی دیتی ہے اس لیے ان میں سے بعض

نے فرمایا کہ کتنے ہی لقمے قیام لیل سے روکتے ہیں اور کتنی ہی نگاہیں قرآن پڑھنے سے مانع ہیں ایک شخص کوئی لقمہ کھاتا ہے یا کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ قیام لیل سے محروم ہو جاتا ہے جس طرح نماز بری باتوں سے اور بے حیائی سے روکتی ہے اسی طرح بے حیائی نماز اور باقی تمام نیکیوں سے روکتی ہے۔

باطنی امور:

یہ بھی چار ہیں ۔(1) مسلمانوں کے بارے میں کینہ پروری سے نیز بدعتوں اور اور دنیا کے فضول خیالات سے دل کا سلامت ہونا کیونکہ جس آدمی کی توجہ دنیوی تدابیر کی طرف ہو اس کے لیے قیام آسان نہیں ہوتا اگر وہ کھڑا ہو بھی جائے تو نماز میں انھیں امور کے بارے میں سوچتا رہتا ہے اور وہ وسوسوں میں مبتلا رہتا ہے۔

(2) امید کم ہو اور دل پر خوف زیادہ طاری ہو کیونکہ جب آخرت کی پریشانیوں اور جہنم کے درجات کے بارے میں سوچے گا نیند اُڑ جائے گی اور خوف بڑھ جائے گا جیسے کہ حضرت طاؤس نے فرمایا کہ جہنم کے ذکر سے عابدین کی نیند اڑ جاتی ہے اور جیسے کہ ایک واقعہ ہے کہ بصرہ میں ایک غلام تھا جس کا نام صہیب تھا وہ پوری رات قیام کرتا تھا اس کے مالک نے اس سے کہا کہ تمہارا رات کو قیام کرنا دن کے کام کو نقصان پہنچاتا ہے اس نے کہا کہ صہیب! جب کوئی شخص جہنم کو یاد کرتا ہے تو اسے نیند نہیں آتی۔

(3) آیات واحادیث اور آثار سے قیام لیل کی فضیلت سنے حتی کہ اس کی امید اور ثواب کے لیے شوق پکا ہو جائے پس یہ شوق مزید حاصل

کرے اور جنت کے درجات کی رغبت کو بڑھائے جیسے ایک حکایت میں ہے کہ ایک شخص جہاد سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے اس کے لیے بستر تیار کیا اور اس کے انتظار میں بیٹھ گئی وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھتا ہی رہا حتی کہ صبح ہو گئی اس کی بیوی نے کہا ہم ایک عرصہ تک تمہارے منتظر رہے جب تم آئے تو صبح تک نماز میں مشغول رہے اس نے کہا اللہ کی قسم میں پوری رات جنت کی حور کے بارے میں سوچتا رہا اور اپنی بیوی اور گھر کو بھول گیا اور ساری رات اس کے شوق میں کھڑا رہا۔

(4) اور یہ سب سے اچھا سبب ہے یعنی اللہ کی محبت اور اس بات پر پورا یقین کہ وہ اپنے قیام میں جو حرف بھی نکالتا ہے وہ اللہ تعالی سے ہم کلام ہوتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالی اس پر مطلع ہے اس کے ساتھ ساتھ دل کے خطرات کا بھی مشاہدہ کرے اور یوں سمجھے کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے اسے خطاب ہو رہا ہے۔

(احیاء العلوم اردو ج 1 ص 993)

آثار صحابہ و تابعین:

روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ رات کو ایک آیت کا ورد کرتے کرتے گر جاتے تو کئی دن تک ان کی عیادت کی جاتی جس طرح بیمار کی بیمار پرسی کی جاتی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا طریقہ تھا کہ جب لوگ سو جاتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور شہد کی مکھی جیسی بھنبھناہٹ سنائی دیتی حتی کہ صبح ہو جاتی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات

سیر ہو کر کھانا کھایا اور فرمایا کہ جب گدھے کو چارہ زیادہ دیا جائے تو وہ زیادہ کام کرتا ہے تو وہ صبح تک کھڑے رہے۔

حضرت حسن بن صالح کی ایک لونڈی تھی انھوں نے اسے ایک قوم کو بیچ دیا، جب رات کا درمیان ہوا تو لونڈی کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے گھر والو اٹھو نماز پڑھو! انھوں نے پوچھا کیا صبح ہوگئی کیا فجر طلوع ہوگئی اس نے کہا کیا تم صرف فرض نماز پڑھتے ہو انھوں نے کہا ہاں چنانچہ وہ حسن بن صالح کے پاس چلی گئی اور کہنے لگی اے میرے مالک آپ نے مجھے ایسے لوگوں کو بیچ دیا جو صرف فرض نماز پڑھتے ہیں لہذا مجھے واپس لیں آپ نے اسے واپس لے لیا۔

(احیاء العلوم اردو ج 1 ص 900)

اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو:

اللہ تعالی نے ہمیں قرآن مجید میں حکم دیا ہے کہ ہم جو بھی عمل کریں صرف اسی کی رضا کے حصول کے جذبے سے کریں کہ کسی اور کی رضا اس میں موجود نہ ہو جیسا کہ ارشاد ہے: وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین (سورۃ البینۃ 5) اور انھیں نہیں حکم دیا گیا مگر صرف اس بات کا کہ اللہ کی عبادت کرو صرف اس کے لیے خالص کرتے ہوئے بندگی کو۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے خوف سے عمل کو چھوڑ دینا ریا ہے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرنا (ایک نوع) شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالی آپ کو ان دونوں قسم کی مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔

(تہجد کی برکتیں ص 20 (سیر اعلام النبلا)

مخلص اسلاف کے کچھ واقعات:

حضرت تمیم داری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ تہجد کی نماز کیسے پڑھتے ہیں اس سوال پر آپ سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا اللہ کی قسم ساری رات نماز تہجد میں کھڑے رہنا اور پھر اسے لوگوں کے سامنے بیان کرنا اس سے زیادہ محبوب مجھے یہ ہے کہ رات کی تنہائیوں میں صرف ایک رکعت پڑھوں اور کسی کو پتہ نہ چلے۔

(تہجد کی برکتیں ص21)

حضرت ایوب سختیانی پوری رات تہجد پڑھتے اور فجر کے وقت بستر پر لیٹ جاتے پھر طلوع فجر پر بستر سے اٹھتے گویا ساری رات سوئے رہے ہوں۔

(تہجد کی برکتیں ص20)

تہجد کے فائدے:

تہجد کی نماز جہنم کی آگ کو بجھا دیتی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ ایک رات بیت المقدس میں سوئے ہوئے تھے غیب سے آواز آئی کہ رات کا قیام جہنم کے شعلے بجھا دیتا ہے اور پل صراط پر قدم مضبوط رکھتا ہے اس کے بعد آپ نے تادم مرگ نماز تہجد قضا نہیں کی، جو شخص نماز تہجد کا عادی ہو اس کے لیے تہجد ترک کرنا مکروہ ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے۔

(خزائن العرفان)

تہجد کے وقت خوشبو کا استعمال:

خوشبو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عام حالت میں پسند تھی مگر یہ وقت خاص

جو قرب الٰہی کی معراج و کمال کا وقت ہے جس میں آسمان و زمین کے ملکوت اللہ کے خاص بندوں کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور خاص خوشبو استعمال فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک برتن تھا اس پر آپ کی مسواک رکھی رہتی تھی آپ رات کو اٹھتے تو ضرورت سے فارغ ہو کر مسواک کرتے، وضو کرتے پھر خوشبو طلب کر کے استعمال فرماتے۔

جب کوئی عابد نماز تہجد ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو تو نماز کے لیے اٹھتے وقت پڑھے۔ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا سبحان اللہ والحمد للہ ولآ الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ، دس مرتبہ پڑھے اس کے بعد یہ پڑھے ،، اللہ اکبر ذوالملک و الملکوت و الجبروت والکبریاء والعظمۃ والجلال والقدرۃ اللھمّ لک الحمد انت نور السمٰوات والارض ولک الحمد انت نورالسمٰوات والارض و لک الحمد انت قیوم السّمٰوات و الارض و من فیھن و من علیھن انت الحق و منک الحق و لقائک حق والجنّۃ حقّ والنّار حقّ والنّبیون حقّ و محمد علیہ السلام حق۔ اللھمّ لک اسلمت و بک آمنت و علیک تو کلت و بک خاصمت و الیک حا کمت فاغفرلی ما قدمت و ما اخرت و ما اسررت و ما اعلنتُ انت المقدم و انت المؤخر لا الہ الآ انت اللھمّ آت نفسی تقواھا و زکھا انت خیر من زکا ھا انت ولیّھا و مولا ھا، اللھمّ اھدنی لا حسن الا خلاق لا یھدی لا حسنھا الآ انت و اصرف عنی سیئھا لا یصرف عنی سیئھا الا انت اسالک مسالۃ البائس المسکین و ادعوک الفقیر الذلیل فلا تجعلنی بدعا ئک ربّ شقیّا و کن بی رؤفاً و رحیماً یا خیر المسؤ لین و یا اکرم

المعطین ،، یہ دعا پڑھنے کے بعدہ وضو کرنے پر دو رکعت بعد سورۂ فاتحہ کے

بعد ولو انّھم اذظلموا انفسھم آخر تک پڑھے اور دوسری رکعت میں و من

یّعمل سوءاً او یظلم نفسه ثمّ یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رّحیماً پڑھے۔

ان دو رکعتوں کے بعد کئی بار استغفار پڑھے اس کے بعد دو ہلکی رکعتیں یعنی مختصر سورتیں دو رکعتوں میں پڑھے اس کے بعد طویل رکعتیں پڑھے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہی معمول تھا آپ مذکورہ بالا طریقے پہ نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے ان دو طویل رکعتوں کے بعد قدر طویل دو رکعتیں پڑھے اس طرح بتدریج کم کرتا جائے تا اینکہ بارہ یا اٹھارہ رکعتیں ہو جائیں بارہ سے زیادہ رکعتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور ان زیادہ رکعتوں کی بہت فضیلت آئی ہے۔

(عوارف المعارف ص530)

ایک دوسرے کو تہجد کی تلقین کرنے کی مختلف صورتیں:

(1) وہ کیسیٹس اور وہ کتابیں جن میں تہجد کی ترغیب پر مشتمل بیانات یا مضامین ہوں ایسی کیسیٹس اور ایسی کتابیں اپنے ساتھیوں میں اور اپنے ہم جماعت طلبا میں تقسیم کرنی چاہئیں۔

(2) اہل علم حضرات جمعہ کے خطبوں میں سے بعض تقریریں صرف تہجد کی فضیلت کے لیے خاص کر دیں اور ان بیانات میں لوگوں کو تہجد کی فضیلت اور اس کی ترغیب دیں۔

(3) وہ مجالس اور مختلف قسم کے درس جو مساجد میں علما کی طرف سے دیئے جاتے ہیں، جیسے درس حدیث اور درس قرآن وغیرہ ان میں مختلف موقعوں پر تہجد کی ترغیب دی جائے اور اس کے فضائل بیان کیے

جائیں۔

(4) ہمارے وہ اجتماعات جو مختلف موقعوں پر ہوتے ہیں، جیسے ولیمہ کی مجالس، عید یا بقرہ عید وغیرہ پر خاندان والوں کا اکٹھا ہونا یا طلبہ کا کسی موقع پر جمع ہونا اس قسم کے اجتماعات میں تہجد کی ترغیب کی بات چلائی جائے۔

(تہجد کی برکتیں ص 240)

اہل خانہ کو تہجد کی ترغیب کا ایک دلچسپ واقعہ:

حضرت ہندہ رحمہا اللہ تعالی جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو اپنے شوہر اپنی اولاد اور اپنے غلاموں کو تہجد کے لیے اٹھاتیں اور ان سے کہتیں! اٹھو اور وضو کر کے نماز پڑھ لو عنقریب مستقبل میں میری ان باتوں پر خوش ہو گے انتقال تک آپ کا یہی معمول رہا، آپ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا تو آپ کے شوہر نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ جنت میں بھی یہی بیوی بنے تو اپنے گھر والوں کو ان ہی کی باتوں کی تلقین کیا کرو جن کی تمہاری بیوی تلقین کیا کرتی تھی اس خواب کے بعد آپ کے شوہر کا بھی یہ معمول تھا کہ وہ بھی رات کو اٹھ کر اہل خانہ کو اس طرح جگاتے جس طرح وہ جگایا کرتی تھیں یہاں تک کہ آپ کا بھی انتقال ہو گیا اس کے بعد آپ کے بڑے بیٹے نے خواب میں یہ دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اگر تم اپنے والدین کے درجے کو پہنچنا چاہتے ہو تو اپنے والدین کے بعد اپنے اہل کو تم بھی ان ہی باتوں کی تلقین کرو جن کی تمہارے والدین کیا کرتے تھے آپ رحمہ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے اس خواب کے بعد رات کو گھر والوں کو جگا کر اسی طرح تہجد کی ترغیب دیا کرتے تھے جس

طرح ان کے والدین دیا کرتے تھے اور موت تک آپ کا بھی یہی معمول رہا یہ پورا گھر تہجد گزار بن گیا یہاں تک کہ لوگ ان گھر والوں کو تہجد گزار کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔

(تہجد کی برکتیں 137)

مادر علمی: جامعہ صدیقیہ سوجا شریف

ساکن: ویسا سر تحصیل سیڑوا باڑمیر

جامعہ کا تعاون کیسے کریں:

(1) کسی ایک مدرس کی تنخواہ کا ذمہ لے لیں۔

(2) ایک یا چند بچوں کے خورد و نوش کا انتظام کرا دیں۔

(3) صدیقی لائبریری کو فتاوی، احادیث یا تفاسیر کے کتب دلا دیں۔

(4) ادارہ کا اپنے حلقہ اثر میں خوب تعارف کرائیں اور ان کو لا کر دکھائیں۔

(5) اپنے کارو مفید مشوروں سے نوازیں۔

(6) ادارہ کی ترقی و حفاظت کے لیے بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے رہیں۔

(7) ادارہ سے شائع ہونے والی کتابوں کو اپنے مرحومین کے نام ایصال ثواب کی نیت سے خرچہ سے چھپوا کر مفت تقسیم کریں۔

(8) تعمیرات کا سلسلہ بھی جاری ہے اپنی طرف سے حصہ لیں۔

(9) سال میں ایک دو یا چند مرتبہ پورے ادارہ کی دعوت کریں۔

(10) ادارہ سے چھپنے والی کتابوں کے خود خریدار بنیں اور دوسروں کو بنائیں۔

(11) اپنے بچوں کو تعلیم کے لیے ادارہ میں داخلہ دلائیں۔

(12) اس کے سالانہ جلسہ میں اپنی شرکت لازمی سمجھیں۔

مستقل کے عزائم:

(1) جامعہ امہات المومنین۔

(2) فیملی کواٹر کی تعمیر۔

(3) مہمان خانہ کی تعمیر۔

(4) مدرسۃ الصبان کی تعمیر۔

(5) دار التصنیف و لائبریری کی مستقل تعمیر۔

☆ جامعہ کے تحت چل رہی تنظیمات ☆

(1) تحریک صدیقی: جس کے ذمے مذکورہ ذیل تنظیمات کی نگرانی ہے۔

(2) تنظیم فیضان غریب نواز: یہ علاقہ تھر، کھاوڑ اور نیٹّڑ میں بیرونی خدمات کے لیے ہے۔

(3) سنی ایجوکشنل سوسائٹی بالوترہ: یہ جودھپور ڈویزن میں مدارس کھولنے کے لیے تنظیم ہے۔

(4) فیض جیلانی تنظیم و حافظ ملت ویلفر ٹرسٹ: یہ علاقہ فلودی کے لیے ہے۔

(5) شہر باڑمیر اور جودھپور اور کچھ میں مختلف کمیٹیاں دینی خدمات کے لیے قائم ہیں۔

ڈی، یو، ایف، ایس اسکول کا مختصر تعارف:

مغربی راجستھان جسے تھر یا تھار کہا جاتا ہے اس علاقے میں دینی و دنیاوی دونوں تعلیم کے لیے طلبہ کو بڑی مشکلات کا سامنا تھا، سوجا شریف میں سوجا شریف میں جامعہ صدیقیہ کی حضور بانی جامعہ کے ہاتھوں 1416ھ میں نشان ثانیہ ہونے کے بعد دینی بہار آئی جیسے ہی اس ادارہ نے اپنا سر ابھارا اور لوگوں کی نظریں ادھر ہوئیں ایک ماحول بنا اور دیگر مدارس بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور دینی تعلیم کی ضرورت پوری ہو نے لگی مگر دنیوی تعلیم میں بچوں کے لیے کئی مشکلات دراہ بنی ہوئی تھیں اگر کہیں بارہویں تک اسکول تھی تو ہاسٹل کا انتظام نہ تھا یا پرائیوٹ اسکول بھی تو فیس بھاری ہونے کی وجہ سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانا مشکل تھا۔ان وجوہ کو سامنے رکھتے ہوئے حضور بانی جامعی قائد اہل سنت حضرت علامہ الحاج پیر سید غلام حسین شاہ جیلانی مدظلہ العالی نے نئی نسل کی عصری تعلیم کا بھی اپنے کرم سے بیڑا اٹھایا اور جامعہ ہی میں آپ نے پانچویں تک منظوری لی پھر وہ آٹھویں بعدہ دسویں ہوئی اب چند سالوں سے جامعہ میں چل رہی اسکول بارہویں تک ہے جس میں سرکاری مروجہ کورس مکمل پڑھایا جاتا ہے اور ہاسٹل کا بہترین انتظام فرمایا کہ شاید ہی پورے ہندوستان کے کسی ادارے میں یا اسکول میں ہوگا، اس پر مستزادیہ کہ کوئی فیس نہیں صرف ہاسٹل کی صفائی اور بستر کے کوئی دو ہزار، پچیس سو روپے سال بھر کے لیے لیے جاتے ہیں جس سے اس کی صفائی پر خرچ کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ پھوہڑپن نہ آئے، آج بحمدہ تعالی ایک بچہ دینی تعلیم میں فضیلت کو مکمل کرتا ہے ساتھ ہی ساتھ وہ بارہویں پاس کر لیتا، وہ بھی بلا خرچ وفیس کے،

اس لیے تمام حضرات سے التماس ہے کہ غریب ونادر طلبہ کے لیے کیے گئے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور خوب مالی تعاون بھی فرمائیں اور لوگوں کو اپنے بچوں کے مستقبل میں کچھ بن سنور نے کی ترغیب دلائیں ۔مولی تعالی آپ کو اپنے حبیب کے صدقے دارین کی سعادتوں کے ساتھ عقیدہ اہل سنت پر گامزن رکھے اور آپ کے جان ومال اور ایمان میں نیز کاروبار وعزت میں خوب برکتیں عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

ایک اہم پیغام برادران ملت کے نام:

برادران اہل سنت ! آپ کا دینی قلعہ جامعہ صدیقیہ (سوجا شریف)اللہ تعالی کے فضل وکرم اور اس کے رسول مکرم وصلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صدقہ وطفیل اور بزرگان دین کی نظر عنایت سے آپ کی صلاح وفلاحِ دینی ودنیاوی کے عزائم پر مشتمل ہے، اسی وجہ سے اس کا دائرۂ کار روز بروز وسیع تر ہوتا جارہاہے، لہذا تمام مخیران قوم وملت سے مؤدبانہ التماس ہے کہ ہر وقت بالخصوص رمضان المبارک میں اپنے صدقات وخیرات اور دیگر عطیات سے نوازیں۔

شکریہ

از: ادارہ